بفیض: تاجدارِ اہلِ سنت شہزادۂ اعلیٰحضرت سرکارِ حضور مفتی اعظم قدس سرہما

نورانی گلدستہ

حضرت علامہ مولانا مفتی بدر الدین احمد قبلہ قادری رضوی نوری

خلیفہ سرکار حضور مفتی اعظم قدس سرہما

سابق صدر المدرسین مدرسہ غوثیہ بڑھیا، کھنڈسری بازار ضلع سدھارتھ نگر، یو۔پی۔

رضا اکیڈمی ممبئی

۲۶ رنمبر کامبیکر اسٹریٹ، ممبئی ۳

سلسلۂ اشاعت نمبر: ۲۳۷

۷۸۶
۹۲

بفیضِ شہزادۂ اعلیحضرت سرکار حضور مفتیٔ اعظم قدس سرہما

نورانی گلدستہ

از

حضرت علامہ مولینا مفتی شاہ بدرالدین احمد قادری رضوی نوری قبلہ قدس سرہ
خلیفۂ سرکار حضور مفتیٔ اعظم علیہما الرحمۃ والرضوان

مرتب ثانی

حضرت مولینا عبدالصمد القادری الرضوی النوری تلمیذ و خلیفہ حضور بدر ملت علیہ الرحمہ
خادم مدرسہ اہلسنت قادریہ رضویہ رفیع گنج ضلع اورنگ آباد۔ بہار

شائع کردہ
رضا اکیڈمی ۲۶ کامبیکر اسٹریٹ ممبئی ۳

طباعت رابعہ ۱۴۱۹ھ　سلسلۂ اشاعت نمبر ۲۳۷　قیمت - ۱۸ روپے

صفحہ	عنوان	نمبر
۱۰	دین کا ستون	۱
۱۰	نماز نہ پڑھنے والوں پر وعید	۲
۱۰	نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم	۳
۱۱	ان نمازیوں کا حکم جو اپنی نماز سے بے خبر ہیں اور وقت گزار کر نماز پڑھنے اٹھتے ہیں	۴
۱۱	نماز کی اہمیت کیا ہے ؟	۵
۱۲	نماز دین کا ستون ہے	۶
۱۲	سات برس کے بچے کو نماز پڑھانے کا حکم	۷
۱۲	نماز کی فرضیت کا انکار کرنے والا کافر و مرتد ہے	۸
۱۲	حضرت امام مالک امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نزدیک	۹
۱۲	بادشاہِ اسلام کو حکم ہے کہ بے نمازی کو قتل کر دے	۱۰
۱۴	نماز نہ پڑھنے والا علی الاعلان بندۂ شیطان ہے	۱۱
۱۶	اگر نمازی نے بغیر عذرِ شرعی کئی بار نماز جماعت سے نہ پڑھی تو وہ فاسق، مردود الشہادۃ ہے	۱۲

نمبر	عنوان	صفحہ
۱۳	جو لوگ اپنے پڑوسی کو نماز کے لیے دباؤ نہ ڈالیں گے وہ عندالشرع گنہگار ہوں گے	۱۶
۱۴	بے نمازیوں سے خطاب (نظم)	۱۹
۱۵	اسلام کا شعار عظیم	۲۰
۱۶	داڑھی! مقدس اسلام کا شعار عظیم ہے	؍؍
۱۷	داڑھی منڈانا یا ایک مشت سے کم رکھنا حرام ہے	؍؍
۱۸	داڑھی منڈے کے پیچھے نماز پڑھنی مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے	۲۱
۱۹	داڑھی رکھنے کے ثبوت میں چند حدیثیں	۲۴
۲۰	مسلمان کا ترجمہ کیا ہے؟	۳۲
۲۱	داڑھی منڈے زنانے مخنث ہیں	۳۶
۲۲	قضائے عمری	۳۹
۲۳	نمازِ قضا کی نیت کیا ہے؟	۴۱
۲۴	نماز قضا میں تخفیف کی چار صورتیں	؍؍
۲۵	جس کے ذمہ فرض باقی ہو اس کا نفل قبول نہیں	۴۳
۲۶	آستانہ دہلی کی عجیب رفتار	۴۵
۲۷	جس گھر میں تصویریں ہوں اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے	۴۶
۲۸	بجائے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اختصار کے طور پر صلعم، ؐ، ؑ لکھنا ناجائز و حرام ہے	۴۸
		؍؍
۲۹	صحابۂ کرام کے آپس میں جو واقعات ہوئے انہیں پڑھنا حرام حرام سخت حرام ہے	۵۲

نمبر	عنوان	صفحہ
۳۰	کسی صحابی سے سوءِ عقیدت اور بد ظنی ایمان کے لیے زہرِ قاتل ہے	۵۶
۳۱	ڈاکٹر محمد اقبال کے متعلق سرکار حضور مفتیٔ اعظم کا مصدّقہ فتویٰ	۶۵
۳۲	جو امرِ خارق عادت کسی نبی سے صادر ہو تو اسے کیا کہتے ہیں ؟	۶۸
۳۳	اور اگر ایسا امر کسی ولی سے صادر ہو تو اسے کیا کہتے ہیں ؟	۷۲
۳۴	سینما اور ریڈیو	۷۲
۳۵	قیامت کی دو نشانیاں	۷۳
۳۶	سینما سے ہر قسم کی برائیاں پھیلتی ہیں	۷۴
۳۷	کثرتِ زنا قربِ قیامت کی نشانی ہے	۷۶
۳۸	تو پھر ہونا کیا چاہیئے ؟	۷۹
۳۹	ریڈیو چلتا پھرتا آلۂ شیطان ہے	۸۰
۴۰	نماز کی کنجی کیا ہے	۸۳
۴۱	وضو کا ظاہری اور باطنی اثر	۸۴
۴۲	وضو میں کس کس عضو کا دھونا فرض ہے	۹۳
۴۳	سنت کے مطابق گٹوں تک دونوں ہاتھ دھونے کا طریقہ کیا ہے ؟	۹۹
۴۴	کہاں سے کہاں تک چہرہ ہے اور وضو میں اس کا کتنا حصہ دھونا فرض ہے ؟	۱۰۵
۴۵	داڑھی کا کتنا حصہ دھونا فرض اور کتنا حصہ دھونا مستحب ہے ؟	۱۱۱
۴۶	وضو کا مسنون طریقہ	۱۱۵
۴۷	دعا	۱۱۹
۴۸	دار العلوم اشرفیہ کا اہم فتاویٰ	۱۲۰
۴۹	ایک ضروری اعلان	۱۲۶
	دوسرا ضروری	۱۲۷

عرضِ مرتب

کیسے آقاؤں کا بندہ ہوں رضاؔ
بول بالے مری سرکاروں کے

زیر نظر کتاب "نورانی گلدستہ"، نقیب مسلک اعلیحضرت حضور آقائے نعمت استاذ گرامی حضرت علامہ مولینا مفتی بدرالدین احمد قادری رضوی نوری قبلہ قدس سرّہ کی گراں قدر تصنیف ہے جس کو پہلی بار رفیق القادری پچپڑوا بازار ضلع گونڈہ نے شائع کیا۔ پھر دوسری مرتبہ صاحبزادہ حضور بدر العلماء الحاج مولینا جمال الدین احمد عرف محمد ثانی صاحب صدیقی قادری رضوی نوری قبلہ نے طبع کرایا۔

بعدہٗ میرے مشورے سے ۱۴۱۷ھ میں کتب خانہ قادریہ اٹوا بازار نے شائع کیا۔ اب سال گذشتہ حضور بدر ملّت علیہ الرحمۃ کے تصحیح کردہ نیز اضافہ شدہ نسخہ مجھے برادر ایمانی و دینی حافظ حسن صاحب اترولوی سے بھیونڈی میں دستیاب ہوا جسے میں ترتیب ثانی کی شکل میں قوم و ملّت کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کرنے جا رہا ہوں۔ اس اشاعت رابعہ میں ڈاکٹر محمد اقبال شاعر مشرق کے متعلق شرعی فتویٰ مصدقہ مرشد برحق شہزادۂ اعلیحضرت سرکار حضور مفتی اعظم قادری رضوی نوری بریلوی قدس سرہما بھی ص۶۵ پر پیش

کیا گیا ہے اور کتاب کے شروع میں منقبت در شان رئیس الاتقیا محبوبِ اصفیا حضور بدر ملت علیہ الرحمہ اور اختتام پر اشرفیہ کا کچھ اہم فتاوے وغیرہ مفید باتیں قوسین میں فقیر نے اضافہ کیا ہے۔

اِس کی ترتیب اور کتابت کی صحت میں بفضلہ تعالےٰ وبعون سرکار مصطفٰے علیہ التحیۃ والثنا ہم نے بھرپور کوشش کی ہے اور بڑی محنت سے کام لیا ہے پھر بھی قارئین کو اگر کوئی فروگذاشت نظر آئے تو اسے فقیر کی خامکاری پر محمول فرمائیں اور حضرت مصنف علیہ الرحمہ کی ذات مبارکہ کو اس سے بری سمجھیں، نیز اس عاصی کو مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں اس کی تلافی ہو سکے۔

حدیث میں آیا ہے کہ جس نے لوگوں کا شکریہ ادا نہ کیا اس نے خداوند قدوس کا بھی شکریہ ادا نہ کیا ــــــــ اسی ارشاد نبوی علیہ التحیۃ والثنا کی تعمیل میں مخصوص احباب و معاونین کا شکریہ ادا کر رہا ہوں۔ رسمِ زمانہ کی تکمیل مقصود نہیں۔

برادر گرامی حافظ حسن صاحب اترولوی جنہوں نے پہلی ملاقات میں وہ قیمتی نسخہ بلا تامّل مجھے عطا فرمایا اور برادر ایمانی کاتب شمس فیضی رضوی عفی عنہ درسگاہ اہلسنت مسجد طوبیٰ رانچی بہار نے اضافہ شدہ مضامین کی کتابت و تصحیح میں میری مدد فرمائی مولائے کریم انھیں دارین میں جزائے خیر عطا فرمائے، آمین

کتاب کی طباعت واشاعت کے سلسلے میں سب سے اہم مسئلہ سرمایہ کا مہیّا کرنا تھا، اس سلسلہ میں اگر میری مدد برادر طریقت الحاج سعید نوری بھائی جنرل سکریٹری رضا اکیڈمی نیز ارکان رضا اکیڈمی بمبی نہ فرماتے تو شاید مندرجہ ذیل علمی دینی ذخیرہ منظر عام پر نہ آتے۔

آپ حضرات نے سرکار اعلیحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معرکتہ الآراء علمی دینی، تحقیقی، تجدیدی اور تصنیفی خدمات کی طباعت واشاعت کے عظیم بار اپنے کندھے پر رکھنے کے باوجود اس سال عرسِ رضوی شریف کے موقع پر "مضامین بدرِ ملت" اور "مقالۂ نورانی" مع "ردِّ تقویۃ الایمان" کو قوم وملت کے سامنے پیش کر دیا جو بفضلہ تعالیٰ ہندو پاک میں قدر وعظمت کی نگاہ سے دیکھی جارہی ہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب زیر نظر کتاب "نورانی گلدستہ" رضا اکیڈمی کے ذریعہ منظر عام پر آرہی ہے اور اس کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ "مکتوبات بدرِ ملّت" اور "تحریری روداد مناظرہ اظہار حق" کتابت کی منزل سے گذر کر منظر عام پر آئے گی۔

مولیٰ تبارک وتعالیٰ بطفیل سرکار مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء ان مبارک تصنیفات وتالیفات کو مقبول خاص وعام فرمائے اور جملہ معاونین بالخصوص برادر طریقت محب قلبی الحاج سعید نوری بھائی رضوی وارکان رضا اکیڈمی بمبئی کو دین وایمان، جان ومال، عزت وآبرو اور علم وعمر میں بے پناہ برکتیں

عطا فرمائے اور مزید بر مزید اپنی رضا اور اپنے محبوب کی خوشنودی کے لیے خلوص کے ساتھ مسلکِ رضویت کی ترویج و اشاعت کی توفیق بخشے اور خاتمہ ایمان و سنت ہی پر نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ سیّدِ المرسلین عَلَیہِ وَعلیٰ اٰلِہٖ اَفضَلُ الصَّلٰوۃِ وَالتَّسلِیمِ ط

فقط والسّلام

عبدالصمد القادری الرضوی النوری

قادری منزل، رضوی گلی محلہ بابوگنج، رفیع گنج۔
ضلع اورنگ آباد۔ بہار۔

اَلاِنتِباہ :۔ "مضامین بدر ملت" اور "مقالہ نورانی مع رد تقویۃ الایمان" کے سلسلہ اشاعت نمبر تحریر کرنے میں کاتب سے غلطی ہوگئی ہے کہ ۲۱۰ / اور ۲۱۱ کی بجائے ۱۱۰ / ۱۱۱، لکھ دیا۔ لہٰذا اشاعت ثانیہ میں تصحیح کر دیا جائے گا۔

منقبت[1] در شانِ حضور بدرِ ملت

دین حق کے رہنما ہیں بدرِ ملت بدرِ دیں
ہم سے رخصت ہو گئے ہیں بدرِ ملت بدرِ دیں

جانشینِ مفتیِ اعظم ہیں یہ بدرالزماں
مفتیِ اعظم کے پیارے بدرِ ملت بدرِ دیں

اعلیحضرت کی سوانح آپ نے تحریر کی
یہ سعادت آپ کی ہے بدرِ ملت بدرِ دیں

دین کی تبلیغ کی اور سنیت روشن کیا
اعلیحضرت کے ہیں پیارے بدرِ ملت بدرِ دیں

بدرِ ملت کے جنازے میں گئی تھیں مکھیاں[2]
آپ کی ہے یہ کرامت بدرِ ملت بدرِ دیں

سایہ افگن تھے ملائک بھی جنازے میں ترے
ہے یہ تیرا مرتبہ اے بدرِ ملت بدرِ دیں

ماہِ رمضاں میں ہوا ہے بدرِ ملت کا وصال
واہ کیا ہی مرتبہ ہے بدرِ ملت بدرِ دیں

اے نورانی قادری کہہ دے تو یہ وقتِ وصال
بعدِ مغرب جاں بحق شد بدرِ ملت بدرِ دیں

حاشیہ: [1] یہ منقبت عزیزی نورانی شاہ سلمہ کی جانب منسوب ہے۔ اس منقبت کو کچھ اضافہ و ترمیم کے ساتھ یہاں پیش کیا گیا ہے۔

[2] مکھیاں: حضور بدرِ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کے وصال سے کچھ روز قبل ہی مسجد غوثیہ اور مدرسہ غوثیہ بڑھیا میں شہد کی مکھیاں بڑے بڑے شہد کے چھتے بنا رکھی تھیں جب حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کا جنازہ شریف اٹھایا گیا تو آپ کے جنازہ مبارکہ کے ساتھ اوپر سے شہد کی مکھیاں سایہ افگن رہیں۔ باوجودیکہ جنازہ مبارکہ میں مسلمانوں کا اژدھام رہا مگر قربان جائیں کسی مکھی نے کسی فرد کو ایذا نہیں پہنچایا۔ یہ حضور بدرِ ملت علیہ الرحمہ کی زندہ کرامت جلوسِ جنازہ میں شریک ہزاروں مسلمانوں نے اپنے سر کے آنکھوں سے دیکھا۔

نقط گدائے رضوی عبدالصمد القادر کہ خادم بدرالعلما قادری منزل محلہ بابوگنج رفیع گنج ضلع اورنگ آباد (بہار)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ وَنُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْاَمِيْنِ الْكَرِيْمِ
وَعَلٰى اٰلِهِ الْفَخِيْمِ ط

دین کا ستون

مذہب اہلِ سُنّت وجماعت کے مطابق اعتقاد ٹھیک کرلینے کے بعد تمام فرائض میں نہایت اہم و اعظم فرض نماز ہے۔ قرآن مجید کی آیات، اور حدیث شریف کے کلمات اس کی اہمیت سے مالامال ہیں۔ جابجا اس کی تاکید آئی اور نماز نہ پڑھنے والوں پر وعید فرمائی گئی۔ قرآن مجید کا ارشاد ہے۔ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ○ نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو۔ اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ نماز پڑھو۔ یعنی مسلمانوں کے ساتھ کہ رکوع ہماری ہی شریعت میں ہے یا باجماعت نماز ادا کرو۔ دوسری جگہ قرآن حکیم ارشاد فرماتا ہے حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى یعنی تمام نمازوں اور خصوصاً بیچ والی نماز (عصر) کو پابندی کے ساتھ ادا کرتے رہو۔ ایک دوسری جگہ قرآن کریم کا ارشاد ہے۔ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ط اور بیشک نماز ضرور دوبھر ہے مگر ان پر جو دل سے اللہ تعالیٰ کی طرف جُھکتے ہیں۔

سرے سے نماز نہ پڑھنا تو سخت ہولناک وبال کا باعث ہے۔ اسے قضا کرکے پڑھنے والوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ جَلَّ مَجْدُہٗ فرماتا ہے۔ فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ○ ویل اور خرابی ہے ان نمازیوں کے لیے جو اپنی نماز سے بے خبر ہیں۔ وقت گزار کر پڑھنے اٹھتے ہیں ——— وَیْل جہنم میں ایک وادی ہے۔ جس کی سختی سے خود جہنم بھی پناہ مانگتا ہے۔ قصداً نماز قضا کرنے والے اس کے مستحق ہیں۔ اَعَاذَنَا اللّٰہُ تَعَالٰی مِنْهُ۔

نماز کی اہمیت کا اس سے بھی پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ نے سارے احکام اپنے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس زمین پر بھیجے لیکن جب نماز فرض کرنی منظور ہوئی تو اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عرش اعظم پر بلا کر اسے فرض کیا اور شبِ معراج میں یہ تحفہ دیا۔

امام طبرانی اپنی کتاب اوسط میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن بندہ سے سب سے پہلے نماز کا حساب لیا جائے گا۔ اگر یہ درست رہی تو باقی اعمال بھی ٹھیک رہیں گے اور یہ بگڑی تو سبھی بگڑے۔

(بہار شریعت حصہ سوم ص۵)

فقہ کی مشہور کتاب مُنْیَةُ الْمُصَلِّیْ میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم نے فرمایا۔ نماز دین کا ستون ہے۔ جس نے اسے قائم رکھا۔ اس نے دین قائم رکھا۔ جس نے اسے چھوڑ دیا اس نے (اپنے) دین کو ڈھا دیا۔

اَبُونُعَیم حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے قصداً نماز چھوڑ دی اس کا نام جہنم کے دروازہ پر لکھ دیا جاتا ہے۔ ابوداؤد نے بطریق عَمرُو بن شُعَیبُ عَنْ اَبِیہٖ عَنْ جَدِّہٖ روایت کی کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمہارے بچے سات برس کے ہوں تو انھیں نماز کا حکم دو اور جب دس برس کے ہو جائیں تو مار کر پڑھاؤ۔ (بہار شریعت سوم ص۵)

فُقَہَاء فرماتے ہیں کہ عاقل بالغ مسلمان پر نماز فرضِ عَینْ ہے۔ جو اس کی فرضیت کا انکار کرے وہ کافر و مرتد ہے۔ دین اسلام سے باہر ہے جو صرف ایک وقت کی نماز قصداً ترک کرے وہ فاسق ہے۔ امام اعظم سیدنا ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک بے نمازی مسلمان اس وقت تک جیل خانہ میں قید رکھا جائے جب تک کہ توبہ کر کے نماز نہ پڑھنے لگے۔ حضرت امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حَنبَل رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک بادشاہِ اسلام کو حکم ہے کہ بے نمازی مسلمان کو قتل کر دے۔ (درمختار)

حضرات ناظرین کو قرآن حکیم، حدیث کریم اور پیشوایانِ دین کے مذکورہ بالا ارشاداتِ عالیہ سے بخوبی اندازہ ہو گیا ہو گا کہ ایک مسلمان کے لیے نماز پڑھنا

کتنا ضروری ہے۔ مگر افسوس اور ہزار افسوس کہ مسلمانوں کا طبقۂ عام اس فریضۂ الٰہی سے سخت غافل ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ قرآن مجید و حدیث شریف میں نماز ادا کرنے کے بارے میں جس قدر زور دیا گیا اس کے مقابلہ میں دورِ حاضر کے مسلمان اتنا ہی اس فریضۂ الٰہی کی ادائیگی میں غافل اور لاپرواہ ہیں۔ مسلمانوں کا وہ طبقہ جو اپنے کو تعلیم یافتہ اور روشن خیال کہلاتا ہے نماز پڑھنے کو اپنی ترقی کے خلاف سمجھتا ہے۔ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ جلّ مجدہٗ نے امتحان و آزمائش کے لیے مال و دولت عطا فرمادی ہے ان کو تو گویا نماز سے چڑھ ہے۔ جو لوگ حکومت کی کرسی پا چکے ہیں مثلاً کلکٹر، مجسٹریٹ، جج، گورنر، وزیر وغیرہ وہ نماز پڑھنے، مسلمانوں کے ساتھ مسجد میں حاضری دینے کو اپنی کسرِ شان سمجھتے ہیں حالانکہ ایک مسلمان کو مسلمان ہونے کی حیثیت سے اپنی فانی دولت و تجارت، اپنی چند روزہ گورنری اور وزارت پر بھولنا، فخر و غرور کرنا کسی طرح زیبا نہیں مسلمان کے لیے فخر و ناز کی چیز تو صرف غلامی مصطفےٰ ہے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) جس کو پیارے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غلامی کا منصب مل گیا۔ اس کا اِعزاز و اِکرام دوامی ہے۔ اس کی یہ دولت غیر فانی ہے۔

ایک مومن کا نماز پڑھتے رہنا غلامیِ مصطفےٰ کی نشانی ہے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کوئی انسان وہ مزدور ہو یا کاریگر، راج گیر ہو یا انجینئر، وزیر ہو یا گورنر، جج ہو یا بیرسٹر، کپتان ہو یا کلکٹر، وکیل ہو یا مختار، اردلی ہو یا تحصیلدار،

کانسٹبل ہو یا تھانیدار، فلسفی ہو یا سائنسداں، عربی داں ہو یا انگریزی داں، شاعر و ادیب ہو یا حکیم و طبیب، امیر ہو یا غریب، تندرست ہو یا مریض، شیخِ طریقت ہو یا پیشوائے شریعت، جاہل ہو یا عالم، راجا ہو یا پرجا، بادشاہ ہو یا رعایا، اگر وہ مسلمان ہے تو بغیر نماز پڑھے اس کو چھٹکارا نہیں۔ نماز نہیں پڑھتا تو وہ فاسق ہے۔ خدائے تعالیٰ کا نافرمان ہے۔ عَلَی الْاِعْلَان بندۂ شیطان ہے بارگاہِ رسالت کا مجرم ہے۔ عذابِ جہنم کا مستحق ہے۔ قانون شرع کی نگاہ میں قابلِ ملامت و لائقِ اہانت ہے۔

باپ کے ذمہ صرف یہی نہیں کہ وہ خود نمازی ہو بلکہ اپنی اولاد کو بھی نمازی بنائے۔ چنانچہ اَوراقِ گذشتہ میں آپ حدیث شریف پڑھ چکے کہ اپنی اولاد کو خواہ بیٹی ہو یا بیٹا سات برس کی عمر پوری ہونے پر نماز پڑھنے کا حکم دو اور دس برس کی عمر پر انھیں مار مار کر نماز پڑھاؤ۔ یہاں سے مسلمانوں کو سبق لینا چاہیئے کہ اگر وہ خود نماز کے پابند نہ ہوں گے تو اپنی اولاد کو کس طرح نمازی بنا سکیں گے لہذا اپنے بچّوں کی اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کے لیے خود نمازی بننا اور رہنا شرطِ اول ہے۔ وہ اربابِ دولت علما، اور وہ اہلِ ثروت مشائخ خصوصی طور پر توجہ فرمائیں جن کے بچے ان کی ثروت و دولت کے بل پر انگریزی درسگاہوں میں تعلیم حاصل کرتے ہیں اور نماز وغیرہ شعائرِ اسلام سے ذرا بھی مَس نہیں رکھتے وہ سوچیں اور اگر اپنی عاقبت کا بھلا چاہیں تو ضرور سوچیں کہ

قیامت کے دن جب بارگاہِ اَحدیَت جلّ شانہٗ میں ان سے بازپرس ہوگی تو ان کے پاس کیا جواب ہوگا؟

شوہر پر جہاں یہ لازم ہے کہ وہ اپنی بیوی کے حقوق شرعی ادا کرے وہیں یہ بھی لازم ہے کہ بیوی کو نماز کی تاکید کرے۔ لاپروائی کی صورت میں اس پر سختی کرے۔ اور تاوقتیکہ بیوی نمازی نہ بن جائے اس سے بیزاری ظاہر کرتا رہے۔ حاکم پر دیگر فرائض کی طرح یہ بھی فرض ہے کہ وہ اپنے محکوم کو نماز پڑھنے پر مجبور کرے۔ غفلت کرنے کی صورت میں اس کی سرزنش کرے۔

حضراتِ پیرانِ کرام کے لیے جہاں اور باتیں ضروری ہیں وہیں یہ امر بھی لازم ہے کہ وہ اپنے مریدوں کو نماز پڑھنے کی تلقین کریں اور غفلت کی صورت میں ناراضگی کا اظہار کریں۔ جسے اللہ تعالیٰ نے اثر و اقتدار عطا فرمایا ہے اس پر لازم ہے کہ وہ اپنے زیر اثر لوگوں کو نماز پڑھنے کی ترغیب دے انھیں نماز کی ادائیگی پر آمادہ کرتا رہے۔

مدارس عربیہ دینیہ کے حضراتِ اَساتِذہ پر جہاں یہ فرض ہے کہ وہ طلبہ کے چال چلن کی نگرانی اور اصلاح کرتے رہیں وہیں یہ بھی فرض ہے کہ وہ نماز جماعت کے لیے طلبہ پر سختی رکھیں اور جو طالب علم نماز باجماعت کا پابند نہ ہو۔ اسے درسگاہ سے نکال باہر کردیں۔

ایک دوست کے لیے جہاں دوستی کے حقوق ادا کرنے ضروری ہیں وہیں یہ بھی

واجب ہے کہ وہ اپنے ساتھی پر اخلاقی دباؤ ڈال کر اسے نماز پڑھنے کے لیے مجبور کرے اور غفلت، سستی کی صورت میں اس سے اپنی بیزاری ظاہر کرتا رہے۔

جو عورت اپنے حُسنِ کردار و حُسنِ اَخلاق کی بدولت شوہر کو اپنا گرویدہ کر چکی ہے وہ اگر چاہے تو اپنے حُسنِ تدبیر سے شوہر کو نمازی بنا سکتی ہے۔ لیکن حاکم اپنے محکوم کو، پیر اپنے مرید کو، عورت اپنے شوہر کو، باپ اپنی اولاد کو، اُستاد اپنے شاگرد کو، دوست اپنے ساتھی کو، مرد اپنی بیوی کو، صاحب اقتدار اپنے زیر اثر کو اسی وقت نمازی بنا سکتا ہے، نماز کی ترغیب دے سکتا ہے، نماز پڑھنے پر مجبور کر سکتا ہے جب کہ وہ خود نمازی ہو، نماز سے عشق رکھتا ہو۔

فقہاء فرماتے ہیں کہ جو نمازی مسلمان بلا عذر شرعی ایک بار جماعت کی نماز ترک کر دے وہ گنہ گار مستحقِ سزا ہے! اور اگر کئی بار ترک کرے تو فاسق مردود الشہادۃ ہے تو مسلمانو! سوچو اور غور کرو کہ جو شخص سرے سے نماز ہی کا تارک ہو اس کا کیا حال ہو گا۔ پیشوایانِ دین کا ارشاد ہے کہ جو نمازی مسلمان بلا عذر ترکِ جماعت کرتا ہو اگر اس کے پڑوسی اس پر دباؤ ڈالنے سے خاموش رہیں تو عِندَ الشَّرع وہ گنہگار ہوں گے اَللّٰہُ اَکبَر۔ تارکِ جماعت نمازی کی نحوست کا تو یہ حال ہے کہ محلہ کے لوگ اس پر دباؤ نہ ڈالنے کی وجہ سے گنہ گار ہو رہے ہیں تو پھر بے نمازی مسلمان کی نحوست کا کتنا ہولناک وبال ہو گا۔ آہ صد آہ کہ اب مسلمان کا دل مسلمان نہیں رہ گیا۔ اے ربُّ العٰلمین! ہم مسلمانوں پر تو

کرم فرما۔ صدقہ پیارے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وجاہت کا۔

مسلمانو! اگر تم سے پوچھا جائے کہ نماز کس نے فرض کی؟ نماز پڑھنے کا حکم کس نے دیا؟ نماز نہ پڑھنے پر جہنم کی سزا کون دے گا؟ تو تم یہی جواب دوگے کہ اللہ تعالیٰ نے نماز فرض کی۔ اللہ تعالیٰ نے نماز کا حکم دیا اللہ تعالیٰ نماز کے ترک پر جہنم کی سزا دے گا۔ تو پھر تمہاری سمجھ اوندھی کیوں ہو گئی ہے۔ تم نماز سے کیوں بھاگتے ہو؟ اس قہار وجبار جلّ جلالہ کے قہر وعذاب سے کیوں نہیں ڈرتے۔ بس اب سچی توبہ کر لو اور ٹھان لو کہ جب تک دم میں دم ہے اس فریضۂ الٰہی سے بے وفائی نہ کریں گے۔

اَشَدّ ضروری تنبیہ

مسلمانو! نماز ایک اہم دینی فریضۂ الٰہی ہے اس کو صحیح طور سے بجالانا نہایت ضروری ہے لہٰذا تم اپنی نماز ایسے امام کے پیچھے ادا کرو جو سنّی صحیح العقیدہ صحیح الطہارۃ، صحیح القراءۃ ہو نیز فاسق مُعلِن نہ ہو نماز کے افعال وارکان سُنّت کے طور پر بجالاتا ہو۔ کسی وہابی دیوبندی، وہابی غیر مقلد، وہابی تبلیغی ندوی، نیچری، چکڑالوی، رافضی، مودودی، قادیانی وغیرہ بددین بدمذہب کے پیچھے کسی بھی صورت سے کسی بھی حالت میں بحکم شریعت اسلامیہ نماز ادا نہیں ہو سکتی۔ جہاں تمھیں سنّی امام نہ ملے وہاں تم الگ نماز ادا کر لیا کرو۔ دورِ حاضر

کے بد دینوں کے پیچھے نماز پڑھنے میں بہت بڑی دو خرابی ہے ایک تو یہ کہ نماز ذمہ میں باقی رہتی ہے۔ ذمہ سے ساقط نہیں ہوتی دوبارہ از سر نو اس نماز کو ادا کرنا پڑتا ہے۔ دوسری خرابی یہ ہے کہ ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے مسلمان سخت گنہگار ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جَلَّ مَجْدُہٗ سنی مسلمانوں کو اِسْتِقَامَت عطا فرمائے۔ وَصَلَّی اللہُ تَعَالٰی وَسَلَّمَ عَلٰی اَفْضَلِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ٥

۷۸۶
۹۲

(۱) وہابیہ سُنّیت کے ڈاکو اور متاعِ ایمان کے چھٹے ہیں۔

(۲) اہل حق کے لیے پریشانی روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔

(۳) موت کے بعد صرف دین وایمان ہی سے پالا پڑے گا دنیا کی کوئی چیز ساتھ نہیں جائے گی مرجانے کے بعد کسی کو دنیا میں واپس نہیں بھیجا جائے گا کہ بگڑی بات کو دنیا میں دوبارہ آکر بنالے۔

(۴) مسلک رضویت جہاں ایک طرف سنیت میں تصلّب اور فرقۂ باطلہ وہابی دیوبندی، رافضی، ندوی مودودی وغیرہ سے دور ونفور رہنے کی سخت تاکید کرتا ہے وہیں دوسری طرف عمل و کردار کو صاف ستھرا رکھنے کا مطالبہ بھی کرتا ہے۔

(از مکتوبات بدرملت)

بے نمازیوں سے خطاب

از حضرت مولوی عرفان علی قادری رضوی بیسل پوری، پیلی بھیت شریف

کرتے نہیں نماز ادا بے نمازیو
جاتی رہی ہے شرم وحیا بے نمازیو

غفلت میں ساری عمر گنوائی ہے کس لیے
کھو کر نماز کیا ہے بِلا بے نمازیو

آقائے دو جہاں لہ ہے عامل نماز کے
ہوتے نہ کیوں ہو دل سے فدا بے نمازیو

جنت کی لذتوں کا شرابًا طہور کا
تم کو مگر نہیں ہے مزا بے نمازیو

عہ خالق کا حکم ٹالو امیدِ جناں ہے پھر
سوچو تو اتنا بہرِ خدا بے نمازیو

جاتا رہا ہے خوفِ خدا دل سے یک قلم
کرتے نہیں جو فرض ادا بے نمازیو

دوزخ کی آگ جس سے کلیجا ہے کانپتا
پکڑے گی تم کو روزِ جزا بے نمازیو

جملہ برائیوں سے بچائے تمھیں نماز
فرماتا ہے تمھارا خدا بے نمازیو

توبہ کرو نماز پڑھو سر جھکاؤ تم
کرتے ہو کیوں نماز قضا بے نمازیو

توفیق دے نماز کی تم کو مرا کریم
عرفان کی دعا ہے سدا بے نمازیو

لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲ عہ جل جلالہٗ ۱۲ سہ جل شانہٗ ۱۲

۸۶
۹۲

اسلام کا شعارِ عظیم

زمانۂ گذشتہ میں خلافِ شریعت قدم اٹھانے والے اعتراضانہ نگاہوں سے دیکھے جاتے تھے۔ لوگوں کی انگشت نمائی کا انھیں خطرہ لگا رہا کرتا تھا خلافِ شرع امور کے اِرتکاب پر انھیں جھجھک محسوس ہوتی تھی۔ مگر اب چونکہ دورِ حاضر میں شیطانیت ونفسانیت کا کافی غلبہ ہوچکا ہے۔ اس لیے لوگ کسی بڑے سے بڑے جرم کا ارتکاب کرتے ہوئے کچھ خوف وہراس نہیں رکھتے بلکہ ضمیر اتنا مردہ ہوچکا ہے کہ شریعت کی نافرمانی کرتے ہیں اور یہ احساس نہیں کہ ہمارے اس فعل سے اللہ ورسول ناراض ہوں گے (جلّ جَلَالُہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) چنانچہ داڑھی جو مقدس اسلام کا شِعارِ عَظیم ہے اس کے منڈانے والے کوئی شرم وحجاب محسوس نہیں کرتے حالانکہ داڑھی منڈانا یا ایک مشت سے کم رکھنا حرام ہے داڑھی کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے کیا جاسکتا ہے کہ جو

شخص نماز باجماعت وغیرہ دیگر احکامِ شرعیہ کا پابند ہو۔ ناجائز باتوں سے پرہیز رکھتا ہو لیکن بایں ہمہ اگر وہ داڑھی منڈاتا ہو یا ایک مُشت سے داڑھی کم کراتا ہو تو اس کے پیچھے نماز پڑھنی ناجائز، اس کی شہادت (گواہی) مردود اور خود وہ فاسِق مُعلِن ہے۔ حد یہ ہے کہ جو داڑھی منڈا کسی دوسرے داڑھی منڈے کے پیچھے نماز پڑھ لے تو اس مُقتدی داڑھی منڈے کی نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے۔ یعنی اس نماز کو دوبارہ ادا کرنا لازم ہے اور یہ نماز کا دُہرانا اس لیے نہیں کہ وہ خود داڑھی منڈاتا ہے بلکہ اس لیے ہے کہ اس نے ایک داڑھی منڈے کے پیچھے نماز ادا کی ہے۔

اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔ وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا[1] ۝ یعنی حق واضح ہو جانے کے بعد جو شخص میرے رسول کا خلاف کرے اور مسلمانوں کی راہ چھوڑ کر دوسری راہ چلے تو ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے۔ اور جہنم میں ڈالیں گے اور جہنم کتنا بُرا ٹھکانا ہے۔

مسلمان تو مسلمان، کفار بھی جانتے ہیں کہ روزِ اوّل سے مسلمانوں کی راہ

---

[1] پارہ ۵ سورۂ نساء آیت ۱۱۵

داڑھی رکھی ہے۔ اہل بیت کرام، صحابۂ عظام، ائمۂ اعلام اور ہر زمانے ہر طبقے کے اولیائے اُمّت وعلمائے ملّت بلکہ قرونِ خیر کے تمام مسلمان داڑھی رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ اِزالَہ تو ازالہ یعنی داڑھی منڈانا لخشخشی کرانا درکنار اگر خِلقَۃً کسی کی داڑھی نہ نکلتی اس پر وہ سخت افسوس کرتا اور یہ ہر عیب سے بدتر سمجھا جاتا۔ پرانے زمانے کے علمائے کرام علاماتِ قیامت میں گنا کرتے کہ آخر زمانے میں کچھ لوگ پیدا ہوں گے جو داڑھیاں منڈائیں گے کترائیں گے۔ اس پیشین گوئی کے مطابق داڑھی منڈوں، مُخَنّثوں، مُتَرَشّوں کی یہ تراشیں خراشیں کافروں مشرکوں کی دیکھا دیکھی مدتہا مدّت کے بعد مسلمانوں میں آئیں اور وہ بھی رند، اوباش، لفنگے، گنڈے اور بدوضع لوگوں میں پھر ان میں بھی جو ایمان سے حصّہ رکھتے ہیں اب تک اپنی اس حرکت کو دوسرے گناہوں کی طرح بُرا جانتے ہیں اور طریقۂ اسلامی کے خلاف سمجھتے ہیں۔ بلکہ ان میں بعض خوش عقیدہ اپنے پیشوایانِ دین کے سامنے جاتے لجاتے انھیں منہ دکھاتے شرماتے ہیں۔ اَلحَمْدُ لِلّٰہ یہ ان کے ایمان کی بات ہے۔ شامتِ نفس سے گناہ کریں لیکن اسے گناہ و قبیح جانیں۔ مگر جو رہی اور سینہ زوری والوں سے خدا کی پناہ کہ داڑھی رکھنے پر قہقہہ اڑائیں اور شعارِ اسلام کے ساتھ خود اسلام و ایمان بھی مونڈ کر پھینک دیں۔

یہ آیتِ کریمہ ان حضرات کے لیے سَوطِ عذاب و تازیانۂ عبرت ہے جو

داڑھی منڈانے کو قبیح نہیں سمجھتے اور براہِ عیاری کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں داڑھی رکھنے کا حکم کہاں ہے۔

پہلی بات یہ ہے کہ ایسے بے حیا داڑھی منڈوں کو قرآن مجید سے کیا واسطہ؟ دوسری بات یہ ہے کہ اگر ان داڑھی منڈوں کو قرآن شریف ہی کے حکم پر چلنا ہے تو وہ بتائیں کہ قرآن مجید میں داڑھی منڈانے کا حکم کہاں ہے؟ اب تیسری بات کو غور سے پڑھئے اور دھیان دیجئے۔ داڑھی رکھنا اہلِ بیتِ کرام، صحابۂ عظام، تابعینِ فخام اور ائمۂ اعلام سے لے کر اب تک کے تمام متبعِ شریعت مسلمانوں کا طریقہ رہا ہے اور اللہ تعالیٰ نے آیت مذکورہ بالا میں بتا دیا کہ جو مسلمانوں کی راہ چھوڑ کر دوسرا راستہ چلے اس کو ہم جہنم میں ڈالیں گے تو چونکہ داڑھی منڈانا متبع شریعت مسلمانوں کی عادت و دستور کے خلاف ہے اس لیے خود قرآن مجید ہی سے ثابت ہو گیا کہ داڑھی منڈانے والا مستحقِ جہنم ہے لیکن وہ لوگ جو اپنی آزاد خیالی کے باعث دین کے باغی اور شیطان کے ساتھی ہو چکے ہیں۔ ان سے داڑھی کے ثبوت کے سلسلہ میں گفتگو کرنا بے سود سمجھ کر اب ہم ان مسلمانوں کو مخاطب کرنا چاہتے ہیں جن کے دلوں میں اسلام و ایمان کی چنگاری باقی ہے۔

شیخ الاسلام حضور پُر نور سرکار اعلیٰحضرت شاہ احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی مقدس تصنیف لمعۃ الضحیٰ فی اعفاء اللحیٰ

میں متعدد آیاتِ قرآنیہ اور کثیر احادیثِ کریمہ سے داڑھی کا ثبوت تحریر فرمایا ہے۔ ہم اسی کتاب کے ص۲۶ و ص۲۷ سے چند حدیثیں نقل کر کے مخلص مسلمانوں کے سامنے پیش کرتے ہیں تاکہ ان حدیثوں کی برکت سے شیطان ملعون ذلیل ہو کر بھاگ جائے اور مسلمان ان حدیثوں کو غور سے پڑھ کر داڑھی منڈانے اور ترشوانے سے سچی توبہ کریں۔ وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق۔ (جَلَّ جَلَالُہٗ)

حضرات محدثین امام مالک، احمد، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی نسائی، ابن ماجہ اور طحاوی حضرت عبداللہ بن عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا خَالِفُوا الْمُشْرِکِیْنَ اَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَاَوْفِرُوا اللِّحْیَۃَ یعنی مشرکوں کی مخالفت کرو (یوں کہ) مونچھیں پست اور داڑھی کثیر وافر رکھو (ھذا لفظ الصحیحین)، صحیح بخاری کی ایک روایت میں یوں ہے اَنْھِکُوا الشَّوَارِبَ وَاَعْفُوا اللُّحٰی مونچھیں مٹاؤ اور داڑھیاں بڑھاؤ۔

مسلم، ترمذی، ابن ماجہ اور طحاوی کی ایک روایت میں اس طرح ہے اَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَاَعْفُوا اللُّحٰی یعنی مونچھیں خوب پست کرو۔ اور داڑھیاں چھوڑ رکھو —— مسلم اور ترمذی میں ایک دوسری روایت یوں ہے۔ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِاِحْفَاءِ الشَّوَارِبِ وَاِعْفَاءِ اللُّحٰی بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے مونچھیں خوب پست کرنے اور داڑھیاں چھوڑ رکھنے کا حکم فرمایا۔ صحیح مسلم میں حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جُزُّوا الشَّوَارِبَ وَاَرْخُوا اللُّحٰی خَالِفُوا الْمَجُوْسَ یعنی مونچھیں کترو اور داڑھیاں بڑھنے دو (اس طرح) مجوسیوں کی مخالفت کرو۔ شرح مَعَانِی الْاٰثَار میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے سرکار اعظم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَاَعْفُوا اللُّحٰی وَلَا تَشَبَّهُوْا بِالْیَهُوْدِ یعنی مونچھیں خوب پست کرو اور داڑھیاں بڑھاؤ۔ یہودیوں جیسی صورت نہ بنو۔

کتاب الخمیس[1] وغیرہ معتبر کتابوں میں ہے کہ جب حضور پُرنور سیدِ یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہدایتِ اسلام کے فَرامین بنام سلاطینِ جہاں روانہ فرمائے۔ قیصر شاہِ روم نے تصدیق نبوت کی مگر دُنیا کی لالچ کے سبب اسلام نہ لایا۔ مقوقس شاہ مصر نے نامۂ مبارک کی کمالِ تعظیم کی اور کئی ایک ہدیے بارگاہِ رسالت میں بھیجے۔ سگ ایران خسرو پرویز نے فرمانِ اقدس چاک کر دیا اور صوبۂ یمن کے گورنر باذان کو لکھا کہ دو سخت جان قسم کے آدمی بھیج کر پیغمبر عرب کو میرے پاس ایران روانہ کر دو۔ باذان نے

---

[1] پورا نام یہ ہے۔ کتاب الخمیس فی احوال انفس نفیس (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

اپنے داروغہ بابَوَیہ اور ایک پارسی خرخسرہ نامی کو مدینہ طیبہ روانہ کیا۔ یہ دونوں جب بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے داڑھیاں منڈائے اور مونچھیں بڑھائے ہوئے تھے۔ حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان دونوں کی طرف نظر فرماتے کراہت آئی اور فرمایا خرابی ہو تمھارے لیے تمھیں داڑھی منڈانے اور مونچھیں بڑھانے کا کس نے حکم دیا وہ بولے ہمارے رب یعنی خسرو پرویز نے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مگر مجھے تو میرے رب نے داڑھی بڑھانے اور لبیں تراشنے کا حکم دیا ہے۔

مسلمان ہاں ہاں مسلمان اس حدیث کو یاد رکھیں کہ بأبُویہ اور خرخسرہ اس وقت تک اسلام نہ لائے تھے نہ احکام اسلام سے آگاہ تھے ان کی یہ وضع دیکھ کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی صورت دیکھنے سے کراہیت فرمائی تو جو مسلمان احکامِ اسلام جان بوجھ کر سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف مجوسیوں کے موافق ایسی گندی صورت بنائے وہ کس قدر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کراہیت و بیزاری کا باعث ہوگا۔

مسلمانو! آدمی جس حال پر مرتا ہے اسی حال پر اٹھتا ہے اگر روز قیامت حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ مجوسی جیسی شکل و صورت دیکھ کر

ع باذان، بابَوَیہ اور خرخسرہ وغیرہ بہت سے اہل یمن بعد میں مشرف بہ اسلام ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہم ۱۲

نگاہ فرمانے سے کراہیت فرمائی تو یقین جان لو کہ تمہارا ٹھکانا کہیں نہ رہا مسلمان کی پناہ، امان، نجات اور رستگاری جو کچھ ہے ان کی نظرِ رحمت میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ اس بُری گھڑی سے کہ پیارے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نظر فرماتے کراہیت لائیں۔ وَالعِیاذُ بِاللہِ اَرحَمِ الرّاحِمِینَ جَلَّ جَلَالُہٗ۔

قلتِ صفحات کے باعث ہم صرف انھیں حدیثوں پر اکتفا کرتے ہیں ان احادیثِ کریمہ سے کئی باتیں واضح طور پر ثابت ہوئیں۔ اوّل یہ کہ داڑھی رکھنا اور مونچھیں پست کرنا مسلمانوں کے لیے لابدی چیز ہے۔ دوم یہ کہ داڑھی منڈانا، مونچھیں بڑھا مشرکوں، مجوسیوں اور یہودیوں کا کام ہے۔ سوم یہ کہ مسلمانوں کو داڑھی منڈا کر یا لبیں بڑھا کر یہودیوں اور مجوسیوں کی صورت بننا نہ چاہیئے۔ چہارم یہ کہ حضور جانِ نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس مسلمان سے بہت سخت بیزار ہیں جو داڑھی منڈاتا یا لبیں بڑھا کر رکھتا ہو۔

امام کمال الدین محمد بن ہمام فتح القدیر میں، علامہ زین بن نجیم مصری بحر الرائق میں، علامہ ابو الاخلاص حسن بن عمار غنیہ ذوی الاحکام میں، علامہ محمد بن علی دمشقی در مختار میں، علامہ سیدی احمد مصری حاشیہ مراقی الفلاح میں فرماتے ہیں۔ المعنی لِذٰلِکَ وَاللَّفْظُ لِحَاشِیَۃِ الدُّرِّ دِ وَالْغُرَرِ یَحْرُمُ الْاَخْذُ مِنَ اللِّحْیَۃِ وَھِیَ دُوْنَ الْقَبْضَۃِ کَمَا یَفْعَلُہٗ بَعْضُ الْمَغَارِبَۃِ

وَمُخَنَّثَةُ الرِّجَالِ فَلَمْ يُبِحْهُ أَحَدٌ وَأَخْذُ كُلِّهَا فِعْلُ الْمَجُوْسِ مِنَ الْأَعَاجِمِ وَالْيَهُوْدِ وَالْهُنُوْدِ وَبَعْضِ أَجْنَاسِ الْإِفْرَنْجِ (لمعۃ الضحیٰ ص۳)

یعنی جب داڑھی ایک مشت سے کم ہو تو اس سے کچھ لینا جس طرح بعض مغربی اور زنانے زنخے کرتے ہیں یہ کسی کے نزدیک حلال نہیں اور پوری داڑھی منڈانا ایرانی مجوسیوں، یہودیوں، ہندوؤں اور بعض فرنگیوں کا فعل ہے

قارئین نے ہمارے اس مختصر بیان سے خوب اندازہ کر لیا ہوگا کہ قرآن، حدیث اور فقہ سے داڑھی رکھنے کی کتنی سخت تاکید ثابت ہے لیکن داڑھی منڈانے والوں کو شیطان مردود نے بہت جری اور بیباک بنا دیا ہے وہ بلا تکلف بک جاتے ہیں کہ داڑھی رکھنا کوئی ضروری کام نہیں۔ اور اسلام داڑھی میں منحصر نہیں ہے۔ ان اوندھی عقل والوں سے میں پوچھتا ہوں کیا داڑھی منڈانا ضروری کام ہے؟ کیا داڑھی منڈانے میں اسلام منحصر ہے؟ اگر نہیں اور واقعی نہیں تو وہ کیوں داڑھی منڈانے کے عادی ہیں؟ بندگانِ شیطان کے لیے شاید داڑھی رکھنا ضروری نہ ہو لیکن غلامانِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے تو داڑھی رکھنا ازحد ضروری ہے۔ کیونکہ خود سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے داڑھی رکھی ہے اور امت کو اس کے لیے بار بار تاکید فرمائی ہے اور داڑھی منڈانے والوں سے بیزاری ظاہر کی ہے تو اگر داڑھی رکھنا ضروری نہ ہوتا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس

کے لیے کیوں تاکید فرماتے اور منڈانے والوں سے بیزار کیوں رہتے۔

شیطان کے محکوم بعض داڑھی منڈے یہ بھی کہتے ہیں کہ پچہتر فی صدی داڑھی والے قسم قسم کی برائیوں میں مشغول رہتے ہیں جس سے معلوم ہوا کہ داڑھی رکھ لینے سے انسان میں برائیوں کا مادہ پیدا ہوتا رہتا ہے۔ لیکن یہ بھی شیطان کا ایک سنگین فریب ہے کیونکہ اگر داڑھی رکھنے سے انسان میں برائیوں کا مادہ پیدا ہوتا تو ساری برائیوں کی جڑ کاٹنے والے سرکار سیدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم داڑھی کے لیے ہرگز ہرگز تاکید نہ فرماتے حالانکہ حضور نے سخت تاکید فرمائی ہے۔ پھر اگر بعض داڑھی والے بعض بُرے کاموں میں مشغول رہتے ہیں تو اس کا سبب داڑھی نہیں ہے بلکہ ان کا نَفْسِ اَمَّارَہ ان کو برائیوں پر ابھارتا رہتا ہے۔ اور اگر برائیوں پر داڑھی ہی آمادہ کرتی ہے تو نوّے فیصدی داڑھی منڈے کیوں طرح طرح کی برائیوں اور خلافِ شرع امور میں آلودہ رہتے ہیں۔ اور یہ امر بھی نہایت قابلِ غور ہے کہ اگر کوئی غیر مسلم کسی داڑھی منڈے مسلمان سے کہے کہ جناب! میں تو اسلام قبول کر کے ضرور مسلمان ہو جاتا مگر دیکھتا ہوں کہ نوّے فیصدی مسلمان خدا و رسول (جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی صریحا نافرمانی کرتے ہیں اور طرح طرح کے برے کاموں میں لگے رہتے ہیں تو اس غیر مسلم کو داڑھی منڈے صاحب کیا جواب دیں گے؟ یہی نہ کہ تم اگر نجاتِ ابدی چاہتے ہو تو دینِ اسلام قبول کر کے ضرور مسلمان ہو جاؤ۔ اسلام برائیوں سے روکتا اور ربُّ العٰلمین کے

نزدیک جو اچھی باتیں ہیں ان کی تعلیم دیتا ہے۔ یہ نوّے فیصدی مسلمان اپنے شامتِ نفس کی وجہ سے گناہوں میں مُلوّث رہتے ہیں ان کے اعمالِ شنیعہ وافعالِ قبیحہ کا اسلام ذمہ دار نہیں ——— یونہی میں کہتا ہوں کہ داڑھی بُرے کام پر نہیں ابھارتی بلکہ تجربہ شاہد ہے کہ داڑھی بُرے کاموں پر شرم دلاتی ہے ہاں جس کی حیا کا قطرہ ڈھلک چکا ہو اس کی تو کوئی بات نہیں تو داڑھی کو برائیوں کا مادہ قرار دینا ایسا ہی ہے جیسے کوئی بدبخت، مقدس اسلام کو معاذاللہ بُرے کاموں کا سبب ٹھہراتے۔

اللہ تعالیٰ جلّ مجدہٗ قرآن عظیم میں ارشاد فرماتا ہے۔ یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰہِ ط یعنی اے ایمان والو! دین خدا کے شِعَاروں کو حلال نہ ٹھہرالو ——— شِعَار کہتے ہیں نشان اور علامت کو۔ مطلب یہ ہے کہ جو چیز دینِ اسلام کا نشان ہو اس کو مٹانا بحکم قرآن مجید ناجائز وحرام ہے مثلاً ختنہ، اسلام کا شعار ہے اس کو باقی رکھنا مسلمانوں پر فرض ہے۔ یونہی داڑھی جو ختنہ سے بھی بڑھ کر نشانِ اسلام وشعارِ دین ہے اس کو باقی رکھنا مسلمانوں کے لیے بے حد ضروری اور ختم کر دینا حرام ہے۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ دین کے اس شعار عظیم کو ختم کرنے اور بالکل مٹانے پر

خود مسلمان ہی تلے ہوئے ہیں۔ مسلمان کہلانے والوں میں جو حکمراں طبقہ ہے وہ تو گویا اس شعارِ مقدّس کو نیست و نابود کرکے دفن کرچکا ہے۔ چنانچہ دورِ حاضر میں مسلم ممالک کے وزراء، سفراء اور صدر مملکت کو آپ داڑھی منڈا ہی پائیں گے۔ کیونکہ ان کے نزدیک وزارت، سفارت اور صدارت کا اہل ہونے کے لیے داڑھی منڈا یا داڑھی کترا ہونا اہم شرط ہے۔ یونہی غیر مسلم ممالک میں جن مسلمانوں کا تعلق سیاست و حکومت سے ہے وہ بھی اسلام کے اس وقیع شعار کے عملاً مخالف ہیں۔

یہ مغرب کا زہریلا اثر ہے کہ عہد جدید کا یورپ زدہ مسلمان داڑھی کو تہذیب و تمدن کے خلاف سمجھتا ہے۔ اسے داڑھی رکھنے میں اپنی ذلت و خفّت نظر آتی ہے۔ چنانچہ اگر آپ کالج و یونیورسٹی کے مسلم طلبہ، ماسٹر، پروفیسر اور پرنسپل کو دیکھیں تو وہ داڑھی منڈے نظر آئیں گے اسی طرح مسلم لیڈر، ڈاکٹر، ایڈیٹر، انجینئر، جج، بیرسٹر، کپتان، کلکٹر، سپلائی افسر اور گورنر وغیرہ حضرات مغربی اثر سے متاثر رہنے کے باعث داڑھی رکھنا اپنی آن بان کے خلاف سمجھتے ہیں ان لوگوں کے خیال میں داڑھی رکھنا صرف ان کا کام ہے جو بدھو، نتھو، خیراتی، شبراتی، جمراتی، جمّن قسم کے لوگ ہیں۔

مدیہ ہے کہ نئی تہذیب کے پرستاروں میں جو حضرات نماز اور تلاوتِ قرآن کے پابند ہیں ان پر بھی کافرانہ سوسائیٹی کی چھاپ اتنی گہری ہے کہ وہ داڑھی منڈانے میں ذرا سا بھی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے۔

فلاں محکمہ کے ایک افسر صاحب اچھے خاصے مسلمان ہیں۔ اسلامیات سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ لیکن داڑھی وہ بھی مونڈاتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ اگر میں داڑھی رکھ لوں تو دوسرے افسران، مُلّا قسم کا آدمی سمجھ کر مجھ کو حقارت و ذلّت کی نگاہ سے دیکھیں گے۔ مہذّب سوسائیٹی میں میری پوزیشن گر جائے گی۔ یونہی بہتیرے مسلم افسران ہیں جو موجودہ سوسائیٹی میں جذب رہنے کے باعث اس شعارِ دین کو ذبح کرتے ہوئے کوئی پروا نہیں کرتے کیونکہ ان کے ذہن و فکر پر مغربیت کا قبضہ ہے۔ وہ نہیں جانتے کہ

مسلمان کا ترجمہ کیا ہے؟ —— مسلمان کا معنی ہے پیارے مصطفٰے سرکارِ مدینہ کا غُلام (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور پیارے مصطفٰے علیہ الصّلاۃ والسلام کا غلام اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کٹ کر کسی مہذب سی مہذب سوسائیٹی کے ساتھ موافقت نہیں کرسکتا۔

حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ موجودہ سوسائیٹی کی ذہنی غلامی میں مبتلا ہیں وہ اگرچہ اپنے کو مسلمان کہتے اور کہلواتے ہیں لیکن نہ تو اُن کا دل

مسلمان ہے نہ ان کا ذہن مسلمان ہے نہ ان کی شکل و صورت مسلمان ہے
اور نہ ان کا مزاج و ذوق مسلمان ہے وہ عید کے دن عید گاہ میں ضرور آتے
ہیں۔ مگر اس لیے نہیں کہ دوگانہ واجب ہے بلکہ رسم و رواج سمجھ کر۔ مغربی
تہذیب نے ان کے ذہن سے آخرت کا تصور چھین لیا ہے۔ وہ اس بے
وفا دُنیا کی ٹیپ ٹاپ ہی کو اپنا حاصل زندگی سمجھتے ہیں مغربی تہذیب
سے وہ اس قدر مانوس ہیں کہ اسلامی تہذیب سے انھیں وحشت ہوتی
ہے۔ بس اللہ تعالیٰ جو ہدایت و توفیق کا مالک ہے وہی کرم فرمادے
اور ان لوگوں کے دلوں کو ایمانی روشنی عطا فرمادے تو کام بن سکتا ہے
ورنہ تبلیغ و وعظ کی ان لوگوں تک رسائی کہاں؟

اور ہاں میں یہ عرض کر رہا تھا کہ داڑھی جو اسلام کا مقدس شعار ہے
اس کو مٹانے کے لیے خود عام مسلمان بری طرح کوشاں ہیں۔ پھر اگر مغرب
کی چمک دمک پر فریفتہ مسلمان اس شعار مقدّس کی مخالفت کریں تو یہ
خلافِ قیاس نہیں کیونکہ مغربی زہر ان میں سرایت کئے ہوئے ہے
لیکن سخت تعجب تو یہ ہے کہ اسلامیات کے ٹھیکیدار صاحبان اس
شعارِ عظیم کی مخالفت پر کمر بستہ نظر آتے ہیں چنانچہ عصر جدید کے مُفکّرینِ
اسلام، انجمن تحفّظِ ناموسِ رسول کے مجاہدینِ اَعلام، اسلامی تبلیغی
جرائد کے ایڈیٹران اور دیگر مولانا، مولوی صاحبان داڑھی منڈانے

کے اتنا ہی پابند ہیں جتنا کھانے پینے کے۔ یونہی مزاروں کے سجّادہ نشین اور خانقاہوں کے مشائخ حضرات بھی اس شعار مقدس کے خلاف عَلَمِ بغاوت بلند کر رہے ہیں۔ اس قیامت کو بھی ملاحظہ فرمائیے کہ عربی دینی مدارس کے صدر، ناظم، سکریٹری اور دیگر اراکین بے نمازی، داڑھی منڈے فَاسِقِ مُعْلِن منتخب کیے جا رہے ہیں الّا ماشاء اللہ تعالیٰ بھلا سوچو تو سہی کہ جس دینی ادارہ، مذہبی درسگاہ کے کرتا دھرتا داڑھی منڈے اور فاسق ہوں گے۔ اس میں دینی روح کدھر سے آئے گی اور اسلامی مزاج کہاں سے پیدا ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ موجودہ زمانے کی مذہبی درسگاہیں دُنیوی حیثیت سے خوب آراستہ پیراستہ ہیں۔ لیکن دینی اعتبار سے وہ ایک ایسے ویران خانہ کی طرح ہیں جس میں اُلّو بولتا ہو۔

زمانے کا انقلاب تو دیکھئے کہ جن اسلامی درسگاہوں میں قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا درس جاری ہے۔ وہاں کے طلبہ بھی داڑھی منڈانے اور کترانے کی مشق کر رہے ہیں۔ یہی وہ باغی و فاسق طلبہ بھی ہیں جو آئندہ عالم، مولانا، علامہ کہلوا کر اسلامی تعلیمات کو بدنام کریں گے اور دین میں طرح طرح کے رخنے پیدا کر کے اُمّت کو فتنہ و فساد میں مبتلا کریں گے (فَاِلَی اللّٰہِ الْمُشْتَکیٰ رَجل جلالہ) حاصل گفتگو یہ ہے کہ ہر طبقہ کے مسلمان اس مقدس شعار کے

خلاف اس طرح صف آرا ہیں کہ گویا اس کو نیست ونابود کر کے ہی دم لیں گے۔ لیکن مسلمانو! خوب سوچ لو، اچھی طرح غور کر لو۔ اسلام کے شعار کو مٹانا خود اپنے آپ کو مٹانا ہے۔ اگر تم صفحۂ ہستی سے مٹ جانا چاہتے ہو تو بیشک تمھیں شیطان کی پیروی کا اختیار ہے۔ شیطان کی بندگی کرو اور اسلام کے نشانات کو مٹاؤ اور اگر تمھیں اپنا مٹنا گوارا نہیں تو عہد کرو ــــــــــ کہ ہم مقدس دین اسلام کے ہر شعار بالخصوص داڑھی کی حفاظت کریں گے۔ اس طرح کہ خود داڑھی رکھیں گے اس کا احترام کریں گے اور اپنے دوست، احباب، اعزہ اور اقارب کو داڑھی رکھنے اور اس کی عزت کرنے کی ترغیب دیتے رہیں گے۔

حضور سرکار اعلیحضرت شاہ احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی مقدس کتاب لَمْعَةُ الضُّحٰی کے آخر میں داڑھی منڈانے والوں اور خشخشی کرانے والوں کے حق میں جو سزائیں اور مذمتیں آیاتِ قرآنیہ احادیثِ نبویہ اور اقوالِ آئمّہ سے ثابت ہیں ان کو بیان فرمایا ہے جن کی تعداد تیس تک پہونچی ہے۔ دنیا میں طرح طرح کے لوگ ہیں۔ بعض لوگ اس قدر ڈھینٹ ہوتے ہیں کہ جب تک ان کو سزا نہ سنا دی جائے اس وقت تک وہ جرم و گناہ سے توبہ کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔ ایسے جری بیباک لوگوں کی آنکھیں کھولنے کے لیے

ہم سرکار اعلحضرت کی کتاب لمعۃ الضحیٰ سے چند سزاؤں اور مذمتوں کو ذیل میں نقل کرتے ہیں۔

(۱) داڑھی منڈے اور داڑھی کتروانے والے اللہ و رسول کے نافرمان ہیں جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(۲) شیطان لعین کے محکوم (وغلام) ہیں۔

(۳) سخت احمق ہیں

(۴) اللہ تعالیٰ ان سے بیزار ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان سے بیزار ہیں۔

(۵) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایسی صورت و شکل دیکھنے سے کراہت آتی ہے۔

(۶) یہودی صورت ہیں۔

(۷) مجوس کے پیرو ہیں۔

(۸) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گروہ سے نہیں۔

(۹) واجب التعزیر ہیں۔ شہر بدر کرنے کے قابل ہیں۔

(۱۰) زنانے مخنث ہیں۔

(۱۱) گھنونے قابل نفرت ہیں۔

(۱۲) مردود الشہادۃ ہیں۔ (یعنی ان کی گواہی قبول نہیں کی جاسکتی)

(۱۳) پورے اسلام میں داخل نہ ہوئے۔

(۱۴) قیامت کے دن ان کی صورتیں بگاڑی جائیں گی۔

(۱۵) اللہ و رسول کی ان پر لعنت ہے (جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

(۱۶) ملائکہ اور بشر سب کی ان پر لعنت ہے۔

(۱۷) اللہ تعالیٰ ان پر نظر رحمت نہ فرمائے گا۔

(۱۸) وہ بہشت میں نہ جائیں گے۔

(۱۹) اللہ تعالیٰ انھیں جہنم میں ڈالے گا۔ وَالعِیَاذُ بِاللّٰہِ تَعَالیٰ۔

مسلمانو! ان سزاؤں اور مذمتوں کو پڑھ کر عبرت حاصل کرو جس طرح تم نے کھلم کھلا اس شِعارِ عظیم کی علاً مخالفت کی ہے۔ اسی طرح بِالْاِعلان داڑھی منڈانے اور کترولنے سے سچی توبہ کرو اور شریعت کے مطابق داڑھی بڑھاکر ابلیس لعین کو خوب جلاؤ۔

ضروری تنبیہ

جس طرح داڑھی منڈانا حرام ہے یونہی داڑھی حدِّ شَرع سے کم کرانا بھی حرام ہے۔ داڑھی کی حد شرع ایک مُشت کی مقدار ہے جو شخص داڑھی حد شرع سے کم کراتا ہو اس کے پیچھے بھی نماز ناجائز اور مکروہ تحریمی ہے۔ یعنی ایسے آدمی کے پیچھے نماز پڑھنا گناہ ہے۔ اور

جتنی نماز پڑھی اس کو دوبارہ ادا کرنا واجب ہے۔

وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق وَھُوَ الْھَادِیْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ط وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی وَسَلَّمَ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَاتَمِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلَیْھِمْ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ط

۷۸۶/۹۲

(۱) اس زمانہ میں قلب وروح کی تربیت کرنے والا نظر نہیں آتا۔ جن کو تربیت کا دعویٰ ہے ان کی باتیں ہم لوگوں کی سمجھ سے بالاتر ہیں، میرا مشورہ ہے کہ درود پاک کو اپنا مربی بنا لیجیے۔

(۲) عوام میں مقبولیت عُجب کا خطرناک سامان ہے۔ نفس و شیطان قوی دشمن ہیں اور ان دونوں کے فریب بہت باریک ہیں۔

(۳) رفتار اور مزاج کی نرمی خوبی بھی ہے اور سخت عیب بھی۔

(از مکتوبات بدر ملت)

۷۸۶
۹۲

قضائے عمری

اس گئے گزرے زمانے میں بھی اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے بندے ہیں جو پہلے غفلت کا شکار تھے نماز نہیں پڑھتے تھے پھر اچھوں کی صحبت و سنگت سے متأثر ہوکر نماز کے پابند ہوگئے یہ ان کی خوش بختی ہے کہ اس دنیائے ناہنجار میں ربّ العزۃ جلّ جلالہٗ نے انھیں نماز جیسے اہم و اعظم فریضہ کے ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

جس مسلمان کے ذمّہ قضا نمازیں باقی ہیں اس پر جہاں یہ فرض ہے کہ وہ اپنی وقتی نماز کو پابندی کے ساتھ ادا کرتا رہے وہیں یہ بھی فرض ہے کہ بالغ ہونے کے وقت سے نمازی ہونے تک اس بیچ میں جتنی نمازیں قضا ہوچکی ہیں انھیں بھی حسب موقع پڑھتا رہے۔ ہر مسلمان پر خواہ مرد ہو یا عورت، بالغ ہوتے ہی نماز پڑھنا فرضِ قطعی ہے۔ تو جو شخص بالغ ہونے کے کئی برس بعد نمازی ہوا تو اس

درمیان کی قضا نمازیں اسے ادا کرنی فرض ہے مثلاً عبدالرحمٰن چودہ برس کی عمر میں بالغ ہوا اور جب اُس کی عمر بیس سال کی ہوئی تب وہ نماز کا پابند ہوا تو اس کو چھ برس کی قضا نماز پڑھنی ہوگی۔ جس مرد کو اپنا بالغ ہونا یاد نہ ہو وہ اپنے بلوغ کی مدت بارہ برس کی عمر سے قرار دے اور اسی حساب سے اپنی قضا نمازوں کا شمار کر کے انہیں ادا کر لے اور جس عورت کو اپنا بالغ ہونا یاد نہ ہو وہ اپنے بلوغ کی مدت نو برس کی عمر سے قرار دے کر اپنی قضا نمازوں کا حساب لگائے اور انھیں ادا کرتی رہے۔

ہر روز کی قضا نماز بیس رکعت ہوتی ہے جس کی تفصیل اس طرح ہے۔ دو رکعت نماز فرض فجر کی، چار رکعت نماز فرض ظہر کی، چار رکعت نماز فرض عصر کی، تین رکعت نماز فرض مغرب کی، چار رکعت نماز فرض عشا کی، تین رکعت نماز واجب وتر کی۔ جو شخص تفصیل مذکورہ بالا کے مطابق بیس رکعت نماز ادا کر لے اس کے ذمہ سے ایک دن کی نماز کا مطالبہ پورا ہو جائے گا۔ قضا نماز پڑھتے وقت یہ نیت کرنا کہ فلاں دن کی فلاں نماز پڑھتا ہوں بہت ضروری ہے لیکن چونکہ جس شخص پر مہینوں، برسوں کی قضا نمازیں باقی ہوں اس کے لیے دن معین کرنا بہت دشوار ہے۔ اس لیے ہم ایک بڑا ہی آسان طریقہ بیان کرتے ہیں اور وہ یہ ہے

کہ جس کو مثلاً فجر کی نماز قضا پڑھنی ہے وہ یوں نیت کرے۔

"نیت کی میں نے سب میں پہلی فجر پڑھنے کی جو مجھ سے قضا ہوئی اور ابھی تک میں نے اسے ادا نہ کیا واسطے اللہ تعالیٰ کے۔ منہ میرا کعبہ شریف کی طرف اللہ اکبر۔"

اور نمازِ ظہر کے متعلق یوں نیت کرے۔

"نیت کی میں نے سب میں پہلی ظہر پڑھنے کی جو مجھ سے قضا ہوئی اور ابھی تک میں نے اسے ادا نہ کیا۔ واسطے اللہ تعالیٰ کے منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر۔"

اسی طرح عصر، مغرب، عشا اور وتر کی نیت کرے۔ جن حضرات کے ذمہ قضا نمازیں بہت زیادہ ہوں ان کے لیے حضور سرکار اعلیحضرت شاہ احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تخفیف کی چار صورتیں بتائی ہیں تاکہ وہ آسانی کے ساتھ اپنی قضا نمازیں ادا کر سکیں اور اس بارِ شرعی سے اپنے کو جلد سے جلد سبکدوش کریں کہ موت کا وقت معلوم نہیں۔

اوّل یہ کہ رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ تین بار پڑھنے کے بجائے ایک بار پڑھا جائے۔ لیکن نمازی اس بات کا پورا خیال رکھے کہ جب وہ رکوع میں پہونچ جائے تو اس وقت سُبْحَانَ کا سین شروع کرے اور جب عَظِیْم کا میم پڑھ لے تب رکوع سے سر

اٹھائے یونہی سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی تین مرتبہ پڑھنے کے بجائے ایک مرتبہ پڑھے اور یہاں بھی سجدہ میں پیشانی اور ناک جمانے کے بعد سُبْحَانَ کا سین ادا کرے اور جب اَلْاَعْلٰی پڑھے اس وقت سجدہ سے سر اٹھائے۔

دوم یہ کہ فرض نمازوں کی تیسری اور چوتھی رکعت میں الحمد شریف کی جگہ تین بار سُبْحَانَ اللّٰہِ پڑھے اور اَللّٰہُ اکبر کہہ کر رکوع میں چلا جائے۔ مگر وتر کی تینوں رکعت میں الحمد شریف پڑھنا اور اس کے ساتھ سورہ ملانا ضروری ہے۔

سوم یہ کہ نماز فجر میں اَلتَّحِیَّات کے بعد اور یونہی ظہر، عصر، مغرب، عشا اور وتر میں پچھلی التحیات کے بعد درود شریف اور دعائے ماثورہ کی جگہ صرف یہ درود شریف اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ پڑھ کر سلام پھیر دیا جائے۔

چہارم یہ کہ نماز وتر کی تیسری رکعت میں اللہ اکبر کہہ کر دعائے قنوت کی جگہ صرف یہ دُعا رَبِّ اغْفِرْلِیْ ایک بار یا تین بار پڑھی جائے۔ (ماخوذ از احکام شریعت ص۷۹)

مسلمانو! ناواقف حضرات پر سرکار اعلٰحضرت شاہ احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ احسانِ عظیم ہے کہ آپ نے نماز قضائے عمری

ادا کرنے کا آسان طریقہ بتادیا۔ پھر جو شخص اس آسانی سے فائدہ اٹھا کر اپنی قضا نمازوں کو ادا نہ کرے اس کی بہت بڑی کم نصیبی ہوگی۔ ہدایت و توفیق کا مالک رَبُّ الْعِزَّۃ جل جلالہٗ توفیقِ خیر عطا فرمائے آمین ثم آمین بِجَاہِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ الصَّلٰوۃُ وَالتَّسْلِیْمُ ط

ہم نے مذکور بالا سہولت اس لیے بیان کر دی ہے تاکہ قضا نمازوں کی ادائیگی میں لوگ سُستی اور غفلت نہ برتیں۔ لیکن اگر کوئی شخص اپنی قضا نمازوں کو اسی طرح پڑھنا چاہتا ہو جس طرح وقتی نمازوں کو پڑھتا ہے تو یہ اُس کے لیے زیادہ بہتر ہے۔ بہت سے نمازی جن کے ذمّہ قضا نمازیں باقی ہیں وہ وقتی نمازوں کے ساتھ نفل نماز تو بڑی خوشی سے پڑھتے ہیں لیکن اپنی قضا نمازوں کی ادائیگی سے بالکل غافل ہیں یہ ان کی سخت بھول ہے کیونکہ جس کے ذمّہ فرض باقی ہو اس کا نفل قبول نہیں۔ یہ واضح رہے کہ نفل نماز پڑھنا گناہ نہیں لیکن اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کی جانب سے فرض کا مطالبہ ہے۔ نفل کا مطالبہ نہیں تو ایسے حضرات کم از کم نفل نماز کی جگہ فرض نماز کی نیّت کر لیں تاکہ آخرت کا بھاری بوجھ سر سے اتر تا جائے۔ ہاں اتنی بات کی مشقّت ضرور ہے کہ نفل نماز بیٹھ کر بھی ہو سکتی ہے لیکن فرض نماز کھڑے ہو کر پڑھنا پڑے گا

قابل توجّہ ضروری امر

جن حضرات کے ذمہ قضا نمازیں ہیں خواہ ایک دن کی یا ایک برس کی یا دس برس کی بہر حال ان پر دو گناہ ہے۔ ایک گناہ تو یہ ہے کہ انھوں نے ایک اہم فریضۂ الٰہی نماز کو ترک کیا وقت مقررہ پر اس کو ادا نہیں کیا اور دوسرا گناہ یہ ہے کہ انھوں نے ابتک اس بار سے اپنے کو سبکدوش نہیں کیا تو جو شخص اپنی قضا شدہ نمازوں کو پڑھ لیگا وہ صرف نماز کے بار سے سبکدوش ہوگا اور رہا وقت پر ادا نہ کرنے اور قضا کر دینے کا گناہ تو وہ سچی توبہ سے معاف ہوگا۔ بعض نادان سادہ لوح حضرات قضائے عمری کو شب قدر یا اخیر جمعہ رمضان میں جماعت سے پڑھتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ عمر بھر کی قضائیں اسی ایک نماز سے ادا ہو گئیں یہ محض باطل ہے۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ اپنی قضا شدہ نمازوں کو ادا کر لینے کے بعد ان مبارک دنوں میں توبہ کی نیت سے الگ الگ نفل نماز پڑھیں تو اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ و عم نوالہٗ کے کرم سے پوری اُمید ہے کہ وہ ان نمازوں کے قضا کر دینے کا گناہ معاف فرما دے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى وَسَلَّمَ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ وَ اَعْلَمِ خَلْقِهٖ وَاَكْرَمِ خَلْقِهٖ وَ اَنْوَرِ خَلْقِهٖ وَاَكْمَلِ خَلْقِهٖ وَاَفْضَلِ خَلْقِهٖ وَاَجْمَلِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

۷۸۶
۹۲

آستانہ دہلی کی عجیب رفتار

ماہنامہ آستانہ دہلی کا اپنے متعلق یہ دعویٰ ہے کہ وہ

(۱) دینی، مذہبی، روحانی، اخلاقی، اصلاحی، اسلامی جریدہ ہے۔

(۲) روحانیت کا براڈ کاسٹنگ اسٹیشن ہے۔

(۳) اولیائے کرام کا سرکاری گزٹ ہے

(۴) عقل و دلائل کی روشنی میں اسلامی تعلیمات نشر کر رہا ہے۔

(۵) مسلمانانِ ہند کے دلوں میں نورِ ایمان پیدا کر رہا ہے

(۶) اس کے اجراء کا مقصد اطاعتِ الٰہی، محبت رسولِ انام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور احترامِ اولیائے کرام ہے۔

(۷) اس نے دنیا کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ پیش کیا ہے۔

(۸) وہ تمام مسلمانوں کی جانب سے فریضۂ تبلیغ انجام دے رہا ہے۔

⑤ اس نے گمراہی اور لادینیت کے اس دور میں اسلام دشمن تحریکوں کا مقابلہ کیا ہے۔

آستانہ کے تعارف میں ان بلند و بالا ٹپوں کو دیکھ کر ایک عامی مسلمان تو یہی فیصلہ کرے گا کہ اس تبلیغی، اسلامی، اصلاحی جریدہ کا کردار اور عمل شریعت اسلامیہ کے مطابق ہوگا لیکن حقیقت واقعہ کچھ اور ہے۔

امام بخاری علیہ الرحمہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان اصحاب هذه الصور یعذبون یوم القیٰمة ویقال لهم احیوا ما خلقتم وقال ان البیت الذی فیه الصور لا تدخله الملائكة (بخاری شریف ص۸۸۱) یعنی حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ان تصویر والوں کو قیامت کے دن ضرور سزا دی جائے گی اور ان سے کہا جائے گا کہ تم نے (دنیا میں) جو تصویریں بنائی تھیں انھیں (آج) زندہ کرو اور حضور نے (یہ بھی) فرمایا ہے کہ جس گھر میں تصویریں ہوں اس میں (رحمت کے) فرشتے نہیں آتے۔ (صلی اللہ تعالیٰ علیٰ نبینا وسلم)

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔

فان كنت لا بد فاعلا فاصنع الشجر وما لا روح فیه (متفق علیه مشکوٰۃ شریف ص۳۸۶) یعنی تمھیں اگر تصویر بنانی ہی ہے تو درخت کی اور ان

چیزوں کی تصویر بناؤ جن میں روح نہیں۔ ایک جلیل القدر صحابی حِبرُ الاُمّۃ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اس ارشاد سے کیسا صاف صاف واضح ہو رہا ہے کہ جاندار شی کی تصویر بنانا جائز نہیں۔ شارحِ مسلم شریف حضرتِ امام نووی فرماتے ہیں۔ قال اصحابنا وغیرھم من العلماء تصویر صورۃ الحیوان حرام شدید الحرام وھو من الکبائر۔ (حاشیہ بخاری شریف مطبوعہ دہلی ۸۸۰) یعنی ہمارے علمائے شوافع اور دیگر علمائے اسلام فرماتے ہیں کہ جاندار کی تصویر بنانا حرام، سخت حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔

قارئین ملاحظہ فرمائیں اسلامی تعلیم تو یہ ہے کہ جاندار کی تصویر اور فوٹو بنانا، بنوانا جائز نہیں بلکہ سخت حرام ہے لیکن اس شرعی حکم کے خلاف **استانہ دھلی** کا عمل یہ ہے کہ وہ اپنے اَوائِل صفحات میں پرچہ کو رنگین اور جاذبِ نظر بنانے کے لیے دُنیا کے مشہور و معروف مرد عورتوں کی تصویریں چھاپتا ہے۔ حد یہ ہے کہ دواؤں کے اشتہار کے سلسلے میں فرضی عورتوں کی نیم عریاں تصویریں چھاپنے سے بھی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتا حیرت ہوتی ہے کہ جب اسلامی شرع کے نزدیک جاندار کی تصویروں کا چھاپنا چھپوانا حرام ہے تو اسلامی تعلیمات کی اشاعت کا ٹھیکیدار "استانہ" تصویروں کے جواز کی عملی تبلیغ کیسے گوارا

کررہا ہے۔

فتاوائے حدیثیہ ص۱۶۴ میں ہے۔ ولیعظم اسم اللّٰہِ اذا کتبہ بان یکتب عقبہ " تعالٰی او تقدس او عزوجل او نحوذلک" وکذا اسم رسولہ بان یکتب عقبہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم فقد جرت بہ عادۃ الخلف کالسلف ولا یقتصر کتابتھا بنحو صلعم فانہ عادۃ المحرومین (بحوالہ لبشیر القاری شرح بخاری ص۳) یعنی اللہ تعالیٰ کا نام پاک لکھتے وقت اس کی تعظیم اس طرح کی جائے کہ اس کے بعد لفظ " تعالیٰ" یا تقدس یا عزوجل" یا اس کے مانند کوئی دوسرا کلمہ لکھیں اور یونہی حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے نامِ پاک کی تعظیم بوقت کتابت اس طرح کریں کہ اس کے بعد "صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" لکھیں۔ کیونکہ سلف صالحین کی طرح بعد کے پیشوایان اسلام کا یہی دستور جاری رہا ہے اور بجائے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اختصار کے طور پر صلعم، ص، عم نہ لکھیں کہ یہ حرماں نصیب حضرات کی عادت ہے۔

تفسیر روح البیان شریف ص۲۲۸ میں ہے۔ یکرہ ان یرمز الصلوٰۃ والسلامُ علی النبی علیہ الصلاۃ والسلام فی الخط بان یقتصر من ذلک علی حرفین ھکذا اعم او نحو ذلک کمن

سورۃ الاحزاب پارہ بائیسواں۔

یکتب صلعم لیشیر بہ الیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یعنی حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام پاک پر اشارۃً درود و سلام لکھنا اس طرح کہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مختصر کرکے عم یا اس کے مثل ع، ص لکھنا ناجائز وممنوع ہے جیسے کہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے صلعم لکھنا ناجائز ہے۔

علامہ سید طحطاوی حاشیہ درمختار میں فرماتے ہیں ویکرہ الرمز بالصلاۃ والترضی بالکتابۃ بل یکتب ذلک کلہ بکمالہ (بحوالہ فتاوی رضویہ جلد سوم صہ ۱۸) یعنی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جگہ صلعم یا عم یا ص یا ع کا اشارہ لکھنا ناجائز ہے اور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بدلے رض لکھنا مکروہ ہے۔ بلکہ پورا درود شریف یعنی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا علیہ الصلوٰۃ والسلام،، اور کامل ترضی یعنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھے۔

فقہ حنفی کی مشہور کتاب بہار شریعت حصہ سوم صہ ۸۷ میں حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں

،، اکثر لوگ آج کل درود شریف کے بدلے صلعم، عم، ص، ع لکھتے ہیں یہ ناجائز و سخت حرام ہے۔ یونہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جگہ رض

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جگہ رح لکھتے ہیں یہ بھی نہ چاہیے جن کے نام محمد، احمد، علی، حسن، حسین وغیرہ ہوتے ہیں ان ناموں پر ص۔ م۔ ع بناتے ہیں یہ بھی ممنوع ہے کہ اس جگہ تو یہ شخص مراد ہے اس پر درود کے اشارہ کا کیا معنیٰ "

حاصل کلام یہ ہے کہ حضور سرکارِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مقدس ناموں پر صلعم یا عم یا ص کا اشارہ لکھنا حرام ہے۔ لہٰذا ان سب اَلَم غَلَم بے معنیٰ مُہمل الفاظ کے لکھنے سے پرہیز کرنا ضروری ہے اور چونکہ صحابۂ کرام و دیگر پیشوایانِ دین کے ناموں پر رض، رح کا اشارہ لکھنا بھی مکروہ و سخت ناپسندیدہ ہے۔ اس لیے اس مہمل اشارہ کے بجائے رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھنا چاہیے۔ لیکن اس حکم شرعی کے خلاف ماہنامہ آستانہ دہلی حضور پرنور سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرات انبیا کرام کے مبارک ناموں پر صلعم، ص، ع لکھنے کی آزادانہ اشاعت کر رہا ہے اور یونہی صحابۂ کرام اور ائمۂ اسلام کے ناموں کے ساتھ رض، رح لکھنے کا سخت عادی ہے ـــــ انتہائی حیرت کا مقام ہے کہ ماہنامہ آستانہ دہلی تعلیماتِ اسلامیہ و مسائلِ شرعیہ کا ناشر کہلاتے ہوئے ایسا کیوں کر رہا ہے؟

مذہب اسلام نے حضرات صحابۂ کرام کے بارے میں مسلمانوں کو جن عقائد و مسائل کی تعلیم دی ہے۔ ان میں چند یہ ہیں۔

(۱) تمام صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اہلِ خیر و صلاح ہیں اور عادل۔ ان کا تذکرہ جب کیا جائے تو خیر ہی کے ساتھ کیا جائے کیونکہ شرعًا فرض یہی ہے۔ (عامۂ کتب کلامیہ و بہار شریعت حصہ اوّل ص۷۵)

(۲) کسی صحابی کے ساتھ سوءِ عقیدت یعنی برا گمان رکھنا گمراہی، بدمذہبی اور استحقاقِ جہنم کا باعث ہے۔ کیونکہ صحابہ کے حق میں بدگمانی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ بغض ہے۔ ایسا شخص رافضی ہے اگرچہ چاروں خلیفہ سیدنا صدّیق اکبر، سیدنا فاروق اعظم، سیّدنا عثمان غنی، سیّدنا مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو مانے اور اپنے کو سُنّی کہلائے۔ مثلاً حضرت امیر معاویہ، اور ان کے والد ماجد حضرت ابوسفیان اور ان کی والدہ ماجدہ حضرت ہندہ، حضرت سیدنا عمرو بن عاص، حضرت مغیرہ بن شعبہ، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہم حتی کہ حضرت سیدنا وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنھوں نے مسلمان ہونے سے پہلے حضرت سیدنا سید الشہداء حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا اور مسلمان ہونے کے بعد اخبث الناس مُسَیلمۂ کذّاب ملعون کو جہنم رسید کیا وہ خود فرمایا کرتے تھے کہ میں نے خیر الناس و شر الناس کو قتل کیا ان حضرات میں کسی کی شان میں گستاخی کرنا تبرّا

ہے اور اس کا قائل رافضی (بہار شریعت حصہ اول ص۷۴)

(۴) صحابۂ کرام کے آپس میں جو واقعات ہوئے ان میں پڑنا حرام حرام سخت حرام ہے۔ مسلمانوں کو تو یہ دیکھنا چاہئے کہ حضرات صحابہ سب کے سب آقائے دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جاں نثار اور سچے غلام ہیں۔ حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم انبیاء نہ تھے فرشتہ نہ تھے کہ معصوم ہوں ان میں بعض سے لغزشیں ہوئیں مگر ان کی کسی بات پر گرفت اللہ و رسول کے خلاف ہے (جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ نے سورۂ حدید میں صحابہ کی دو قسمیں قرار دیں۔ مؤمنین قبل فتح مکہ اور مؤمنین بعد فتح مکہ اور اول الذکر کو آخر الذکر پر تفضیل دی اور فرمایا کلاًّ وَّعَدَ اللّٰہُ الْحُسْنٰی یعنی تمام صحابہ سے اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ فرمالیا اور ساتھ ہی ارشاد فرمایا وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ۔ یعنی اے میرے رسول کے صحابیو! اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ تم کروگے تو جب اللہ تعالیٰ نے صحابۂ کرام کے تمام اعمال جان کر حکم فرما دیا کہ ان سب سے ہم ثواب و کرامت اور بے عذاب جنت کا وعدہ فرما چکے تو دوسروں کو کیا حق رہا کہ ان میں کسی کی بات پر طعن و گرفت کرے کیا طعن کرنے والا اللہ ربّ العزۃ سے جدا اپنی مستقل حکومت قائم کرنا چاہتا ہے۔

(بہار شریعت حصہ اول ص۷۴، ۷۵)

(۴) سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ مجتہد تھے۔ ان کا مجتہد ہونا حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حدیث صحیح بخاری میں بیان فرمادیا ہے۔ (بہار شریعت حصہ اول ص۵)

(۵) کوئی ولی کتنے ہی بڑے مرتبہ کا ہو کسی صحابی کے رُتبہ کو نہیں پہونچتا۔ (بہار شریعت حصۂ اوّل ص۶)

(۶) مجدد الف ثانی امام ربانی حضرت سیدنا شیخ احمد فاروقی سرہندی علیہ الرحمہ اپنے مکتوبات میں خاص حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں۔ قد صح انہ کان اماماً عادلاً فی حقوق اللہ وفی حقوق المسلمین (دفتر اول مکتوب ص۲۵۱) یعنی یہ بات بالکل صحیح روایت سے ثابت ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حقوقِ الٰہی اور حقوقِ مسلمین دونوں کے پورا کرنے میں امام عادل تھے۔

پھر چند سطروں کے بعد لکھتے ہیں۔ امام مالک کہ از تابعین ست واعلم علمائے مدینہ شاتم معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعمرو بن عاص رضی اللہ تعالےٰ عنہ را بقتل حکم کردہ است۔ یعنی امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو تابعین میں سے ہیں اور اپنے زمانۂ مبارک میں علمائے مدینہ منورہ میں سب سے بڑے عالم تھے ان کا فتویٰ ہے کہ جو شخص امیر معاویہ اور ان کے ساتھی عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بُرا بھلا کہے بادشاہ اسلام

اس کی گردن اڑا دے۔ (دفتر اول مکتوب ص ۲۵۱)

۷ حضرت سیدنا امیر المومنین عُمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جلالت شان سے کون واقف نہیں کہ آپ امام عادل و خلیفۂ راشد ہیں اور مجددیت کا پہلا سہرا آپ کے گلے کی زینت بنا ہے مگر بایں ہمہ کسی نے امیر المومنین فی الحدیث حضرت عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ حضرت معاویہ اور حضرت عمر بن عبد العزیز میں کون افضل ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ مُعَاوِیَہ کے گھوڑے کی ناک کا غبار جو حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے ساتھ جہاد کے موقع پر واقع ہوا وہ عُمَرْ بِنْ عبد العزیز سے ہزار گنا اچھا ہے۔ (امیر معاویہ پر ایک نظر ص ۵ مصنفہ حضرت مولانا احمد یار خاں صاحب نعیمی)

اللہ اللہ حضرت معاویہ کے گھوڑے کی ناک کے غبار کی یہ عظمت ہے تو خود ان کی عظمت و رفعت کا کیا عالم ہوگا

حوالہ جات مذکور بالا کا حاصل یہ ہے کہ حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جلیل القدر مُجْتَہِدْ فَقِیہْ صحابی ہیں۔ دیگر صحابہ کی طرح ان کا ذکر بھی خیر ہی کے ساتھ فرض ہے ان کی شان میں گستاخی کرنا تبرّا اور بد مذہبی ہے۔ ان کی گرفت کرنا اللہ و رسول کے ارشادات کی گرفت ہے جَلَّ جَلَالُہٗ وَصَلَّی اللہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ جو

مورخ ایسی کہانی یا افسانہ بیان کرے جس سے کسی صحابی یا امیر معاویہ کا فسق ثابت ہوتا ہو تو وہ مورخ جھوٹا اور اس کی روایت مردود ہے کیونکہ قرآن و حدیث سے تمام صحابہ کا عادل و متقی ہونا ثابت ہے لیکن سخت افسوس ہے کہ اولیائے کرام کا نام نہاد سرکاری گزٹ آستانہ دہلی حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات مقدس کے خلاف نکتہ چینی کرتے ہوئے یوں رقمطراز ہے۔

اس میں شبہ نہیں کہ حضرت امیر معاویہ بڑی خوبیوں کے مالک تھے۔ ان کے زمانہ میں بڑی فتوحات ہوئیں، حکومت کا انتظام و انصرام بھی اس درجہ بہتر اور ترقی یافتہ تھا کہ اس زمانہ میں حضرت امیر معاویہ کی حکومت جیسی حکومت دنیا میں موجود نہ تھی۔ لیکن چونکہ حضرت امیر معاویہ کی شاہانہ طبیعت تھی۔ اقتدار پسند تھے اس لیے انھوں نے ہوس اقتدار میں نہ حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کی مخالفت کی پروا کی اور نہ اس معاہدہ ہی کو درخور اعتناد سمجھا جس کی رو سے امیر معاویہ خلیفہ اسلام بنے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ عہد صدیقی سے مملکت اسلام کی حکومت کا جو طریقہ چلا آرہا تھا وہ امیر معاویہ کے زمانہ میں ختم ہوگیا۔ چاروں خلفائے راشدین کا انتخاب جمہوری لائنوں پر ہوا تھا۔ مگر حضرت معاویہ خلیفہ بنے تو اپنی قوت و طاقت کے بل پر یا خلافت راشدہ کے خلاف ریشہ دوانیاں اور سازشیں کر کے"

(آستانہ بابت اکتوبر ۱۹۵۲ء صفحہ ۱۴ مضمون نگار خود ایڈیٹر آستانہ دہلی)

افسوس اور ہزار افسوس! اسلامی تعلیم تو یہ تھی کہ صحابی کا تذکرہ، خیر ہی کے ساتھ کرنا فرض ہے لیکن نام نہاد روحانی جریدہ آستانہ دھلی اسلامی تعلیم کے خلاف ایک جلیل الشان عظیم المرتبت صحابی حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف بے لگام ہو کر لکھ رہا ہے کہ وہ اقتدار پسند تھے۔ انھوں نے ہوس اقتدار میں حضرت سیّدنا مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے مخالفت کی پروانہ کی۔ معاہدہ کی پابندی نہ کی۔ خلافتِ راشدہ کے خلاف ریشہ دوانی اور سازش کی۔

قابلِ غور امر یہ ہے کہ آستانہ کی اس زہر بھری تحریر سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں مسلمانوں کا حسنِ ظن بڑھے گا۔ یا سادہ لوح مسلمان بدظنی کا شکار ہوں گے؟ ظاہر بات ہے کہ جو بہتان آستانہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تھوپے ہیں ان کو پڑھ کر ہر عامی مسلمان حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بدظن ہی ہوگا اور کسی صحابی سے سوءِ عقیدت اور بدظنی ایمان کے لئے زہر قاتل ہے۔ آستانہ کو تو بخوبی علم ہوگا کہ سارے جہاں کا ہر سُنّی مسلمان سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبّت و عقیدت رکھتا ہے۔ پھر اگر خود آستانہ کو اپنی ذاتی گمراہی کے باعث اس جلیل القدر صحابی کے ساتھ خلوص و اعتقاد نہیں تھا تو کم از کم جمہور مسلمین ہی کی

رعایت کے پیش نظر اسے اپنے قلم کو بیباک نہیں بنانا چاہیئے تھا اگر
خود آستانہ کے متعلق کوئی شخص یوں اظہار خیال کرے کہ

" اس میں کوئی شک نہیں کہ جریدۂ آستانہ دہلی بڑی خوبیوں کا حامل ہے اس نے
اردو زبان کی عظیم خدمت انجام دی ہے لیکن چونکہ وہ لالچی طبیعت کا جریدہ
ہے ۔ طلب زر اس کا مطمح نظر ہے ۔ اس لیے وہ حصول زر کی ہوس میں نہ تو عقائد
اہل سنت کی مخالفت کی پروا کرتا ہے نہ حدود شرعیہ کا پاس و لحاظ رکھتا ہے "

تو میں پوچھتا ہوں کہ کیا اراکین آستانہ ان جملوں کو خندہ پیشانی کے
ساتھ قبول کر لیں گے ؟ ہرگز نہیں تو پھر ایک جلیل القدر صحابی کے
حق میں " اقتدار پسند ، ہوس اقتدار ، جیسے گھٹیا بازاری الفاظ ایک
مسلمان کس طرح گوارا کر سکتا ہے ؟ اور پھر جب حضور سید عالم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کے شاہزادے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ
عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امر خلافت سونپ دیا ۔
اور خود اُن کے ہاتھوں پر بیعت فرمالی تو اس کا کھلا ہوا معنی یہ ہوا کہ حضرت
امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود خلیفۂ اسلام نہیں بنے بلکہ امام حسن رضی
اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو خلیفۂ اسلام بنایا تو ایسی صورت میں حضرت معاویہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت پر جرح و قدح کرنا شہزادۂ رسول کی تفویض
خلافت پر جرح و قدح کرنا ہے (صلی اللہ تعالیٰ علیٰ جدہ الکریم وعلیہ وسلم)

ایک دوسری جگہ یہی بے لگام جریدہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قاتل بتاتے ہوئے لکھتا ہے:

"حضرت امام حسن کو دشمنان اہل بیت نے کئی بار زہر دیا مگر بہت کچھ تکلیف اٹھاکر جانبر ہو گئے آخر میں آپ کی زوجہ بے وفا جعدہ نے امیر معاویہ کی سازش سے ہیرے کی پسی ہوئی کنی پلادی۔ کلیجہ کٹ کٹ کر گرنے لگا اور (آپ) کلمۂ طیبہ پڑھتے پڑھتے راہئ ملک جناں ہوئے۔"

(آستانہ دہلی بابت اکتوبر ۱۹۵۳ء ص ۵۲ مضمون نگار خود ایڈیٹر)

یہی آستانہ ایک اور مقام پر لکھتا ہے۔

"ادھر امیر معاویہ نے بھی جو حضرت امام حسن کی اس نیت سے آگاہ تھے پیغام صلح بھیجا بالآخر آپ (امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے چند شرطوں کے ساتھ امیر معاویہ کے حق میں منصب خلافت سے دستبرداری دے دی امیر معاویہ نے حضرت حسن کو پھر بھی اپنے راستہ میں کانٹا سمجھتے ہوئے جعدہ امام حسن کی بیوی سے زہر پلواکر شہید کرادیا۔"

(آستانہ اکتوبر ۱۹۵۳ء ص ۶۰ مضمون نگار خود ایڈیٹر)

مَعَاذَ اللہ تعالیٰ۔ روحانیت کے اس براڈ کاسٹنگ اسٹیشن نے تو دھاندلی کی انتہا کردی۔ ایک جلیل القدر صحابی رسول پر اتنا گھنونا الزام کہ انھوں نے سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کرادیا

ھیہات ھیہات ـــــ ! اس خونخوار تلوار کے ظلم وستم کا گیا، کہنا جس نے دن دہاڑے منصب صحابیت کا خون کر ڈالا۔ تمام مسلم اور غیر مسلم شیعہ سنی اور غیر سنی سب لوگ کان کھول کر سن لیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس الزام وبہتان سے قطعی پاک ہیں آستانہ نے اپنی جہالت کے باعث اس سنگین غلطی کا ارتکاب کیا ہے۔

افسانہ گوئیوں

کی تک بندی اور بنڈل بازی سے متاثر ہو کر آستانہ دہلی نے حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات مقدس کے خلاف اس بہتان عظیم کا بار اپنے سر لیا ہے۔ اسلامی شرع کا مطالبہ ہے کہ آستانہ اپنی اس گمراہی سے بالاعلان توبہ کرے اور اپنی فتنہ پرور تحریر کا رد شائع کرے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آستانہ کو توبہ کی اور جادۂ حق اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں اور تمام مسلمانوں کو ہر قسم کی گمراہیوں سے بچائے۔ آمین

آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین علیہ وعلیہم وعلی آلہ وصحبہ

الصَّلٰوۃُ وَالتَّسلِیمُ۔

دیوبندیوں کے حکیم الامت جناب مولوی اشرفعلی تھانوی صاحب نے اپنی کتاب حفظ الایمان صفحہ ۸ میں سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کو بچوں، پاگلوں، جانوروں اور چوپایوں کے علم غیب کی طرح قرار دے کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں شدید گستاخی اور سخت توہین کی ہے۔ حرمین شریفین (مکہ ومدینہ) کے چوٹی کے علمائے کرام نے اس صریح گستاخی کے باعث مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کو بحکم شریعت اسلامیہ کافر ومرتد قرار دیا۔ ملاحظہ ہو فتویٰ حسام الحرمین۔

انھیں مولوی اشرفعلی تھانوی صاحب نے بہشتی زیور نام کی ایک کتاب لکھی اور اس کے ذریعہ ہندوستان میں وہابیت دیوبندیت کی اشاعت دل کھول کر کی۔ اس کتاب میں انھوں نے جہاں بیسیوں مسائل غلط لکھے وہاں اہل سنّت وجماعت پہ شرک وکفر کی توپ بھی کی ہے۔ چنانچہ وہ بہشتی زیور حصّہ اوّل ص۴۵ و ص۴۶ میں مندرجہ ذیل امور کو کفر وشرک کی باتوں میں شمار کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اس کو خبر ہوگئی، کسی سے مرادیں مانگنا کسی کے سامنے جھکنا، سہرا باندھنا، علی بخش، حسین بخش، عبد النبی

وغیرہ نام رکھنا۔ یوں کہنا کہ خدا اور رسول اگر چاہے تو فلانا کام ہو جائے گا

(کفر و شرک ہے)

تھانوی صاحب کے اس نادرشاہی فتویٰ کا معنی یہ ہے کہ جو لوگ یارسول اللہ، یا علی مشکل کشا، یا غوث المدد پکارتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ سرکارِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ربّ العزّۃ جلّ جلالہٗ کی دی ہوئی طاقت و قوت سے ہماری فریادوں کو سنتے ہیں وہ بہشتی زیور کے نزدیک کافر و مشرک ہیں اور وہ مسلمان جو کسی نبی، ولی سے مراد مانگتے ہیں یا اپنی اولاد کا نام علی بخش، حسین بخش، پیر بخش، امام بخش، عبدالمصطفےٰ، عبدالرسول، عبدالنبی رکھتے ہیں وہ کافر و مشرک ہیں۔ اسی طرح وہ سب کے سب مسلمان بہشتی زیور کے نزدیک کافر و مشرک ہیں جو دولہا کے سر پر سہرا باندھتے ہیں یا کہتے ہیں کہ اگر اللہ ورسول (جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) چاہیں تو میرا فلاں کام ہو جائے گا۔

یہی بہشتی زیور ہے جس کے متعلق آج سے پچاس برس پیشتر مجدد الاسلام والمسلمین اعلیحضرت مولانا شاہ احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مبارک فتویٰ میں اعلان فرما دیا تھا کہ

"بہشتی زیور غلط مسائل پر مشتمل کتاب ہے مسلمان اس کتاب پر عمل نہ کریں" پھر آج سے بیس سال پیشتر مولانا مولوی حکیم محمد حشمت علی بریلوی علیہ الرحمہ نے بہشتی زیور کے غلط اعتقادی اور عملی مسائل کی اصلاح کر کے ایک کتاب بنام "اصلاح بہشتی زیور" تحریر فرمائی جو تین حصوں پر شامل ہو کر شائع ہوئی ہے۔

مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کی یہی بہشتی زیور ہے جس کی تجارت و اشاعت کا ماہنامہ آستانہ دہلی نے جو بزبانِ خود "اولیائے کرام کا سرکاری گزٹ" ہے۔ بیڑا اٹھایا ہے۔ چنانچہ آستانہ اپنے شمارہ اپریل ۱۹۶۵ء میں بہشتی زیور کی مدح و خوبی یوں بیان کرتا ہے۔

"دین و دنیا کے فائدوں سے بھرپور مشہور کتاب بہشتی زیور مکمل گیارہ حصے یہ کتاب اپنے بے شمار فائدوں کی وجہ سے تمام مسلمانوں میں بہت زیادہ مقبول ہے اب تک اس کے بے شمار ایڈیشن چھپ چکے ہیں اور لاکھوں مرد اور عورتیں بہشتی زیور پڑھ کر دین کے متعلق ضروری معلومات اور اسلامی اخلاق و آداب کی تعلیمات سے اپنے ظاہر و باطن کو آراستہ کر چکے ہیں۔ دین و دنیا کی فلاح و بہبود کے لیے جس قدر مفید باتیں اس میں درج ہیں وہ اردو کی کسی کتاب میں نہیں ہیں" (آستانہ دہلی صفحہ ۴۴)

آستانہ دہلی جو روحانیت کا براڈ کاسٹنگ اسٹیشن ہے اس کی

بینائی اور خدا ناترسی پر سخت افسوس ہے۔ اپنی دھاندلی میں کتنا ڈھیٹ
ہے یہ جریدہ؟ بہشتی زیور تو ہے خاص وہابی مذہب والوں کی کتاب
مگر آستانہ مقبول بتا رہا ہے اس کو تمام مسلمانوں میں۔ کیا مسلمانان
اہل سنّت جو بہشتی زیور سے نفرت و بیزاری کا عملاً، قولاً اور تحریراً بارہا اعلان
کر چکے۔ کرتے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ کرتے رہیں گے وہ تمام مسلمانوں سے
باہر ہیں؟ اور اگر اہل سُنّت مسلمانوں کا شمار بھی "تمام مسلمانوں" ہی میں
ہے تو پھر وہابیانہ عقائد و مسائل کی کتاب کو ان میں مقبول بتانا کہاں
تک درست ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ جریدہ آستانہ دہلی، اہل سُنّت
کے اولیائے کرام کا سرکاری گزٹ نہیں بلکہ عہد حاضر کی تہذیب جدید
سے آراستہ اولیائے لِئام کا نقیب ہے۔

یہی روحانیت کا براڈ کاسٹنگ اسٹیشن اپنے آستانہ بکڈپو سے
بلا لحاظ ان تصانیف و کتب کی مسلمانوں میں اشاعت کرتا رہتا ہے
جو حضرات انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے اِستخفاف
اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سَبّ و شتم نیز عَقَائِدِ دینیہ
اسلامیہ کے ابطال پر مشتمل ہیں چنانچہ آستانہ نے "حیات کلیم" نامی
کتاب شائع کی ہے۔ جس میں ادارۂ آستانہ کے رکن جناب شبیر حسن صاحب
رقمطراز ہیں۔

"مفکر اسلام حضرت علامہ اقبال مرحوم نے بارگاہ محبوبیت میں (یعنی سیدنا محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار شریف پر) حاضری کے بعد جن تاثرات کا اظہار اشعار میں فرمایا وہ شاعرانہ تخیّل یا بلند پروازی نہیں بلکہ عینِ حقیقت ہے۔ حضرت علامہ اقبال نے کہا تھا ؎

بڑی جناب تری فیض عام ہے تیرا　　فرشتے پڑھتے ہیں جس کو وہ نام ہے تیرا
مسیح و خضر سے اونچا مقام ہے تیرا　　تری لحد کی زیارت ہے زندگی دل کی

علمائے کرام کے فتویٰ بازی کے خوف سے (میں) اس شعر کی تشریح نہیں بیان کرتا!"

حضرات قارئین توجہ فرمائیں۔ شرعی پابندیوں سے آزاد شاعر ڈاکٹر سر اقبال صاحب نے حضرت سیدنا عیسیٰ روح اللہ علیہ الصّلاۃ والسلام جو اولو العزم رسلِ عظام میں ہیں ان کے مقام اور حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کے درجہ سے حضرت سیدنا محبوب الٰہی قدس سرہٗ کا مقام اونچا قرار دیا اور یہ ہر خاص وعام پر ظاہر ہے کہ سیدنا محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی نہیں بلکہ ولی ہیں لیکن آستانہ کے نزدیک غیر نبی کا مقام نبی سے اونچا ٹھہرانا نہ تو شاعرانہ تخیل ہے نہ بلند پروازی بلکہ عینِ حقیقت ہے نعوذ باللہ تعالیٰ۔ حالانکہ اسلامی عقائد میں غیر نبی کو نبی کے صرف برابر قرار دینا کفر ہے چہ جائیکہ نبی سے اونچا بتانا — پھر

یہ بات سمجھنے سے ہم قاصر ہیں کہ شبیر حسن صاحب کے نزدیک جب علمائے کرام فتویٰ باز ہیں تو فتویٰ بازوں سے ڈرنا کیسا ؟ ——— اور واقعی بات تو یہ ہے کہ شبیر حسن صاحب نے علمائے کرام سے خوف کا جو تذکرہ کر دیا ہے تو وہ صرف ان کی لفاظی اور برائے بیت چرب زبانی ہے۔ کیونکہ اگر ان کو واقعی خوف ہوتا تو اپنے علامہ اقبال کے خلافِ شرع اشعار کو عینِ حقیقت ہرگز قرار نہ دیتے اور یہ بات بھی خوب رہی کہ ڈاکٹر سر اقبال جو کچھ خلاف شرع بول جائیں وہ تو عین حقیقت ہے لیکن اگر ذمّہ دارانِ شرع اس کا رد کریں تو وہ لہو ولعب والے ہیں۔

یہ واضح ہو کہ ڈاکٹر محمد اقبال صاحب کے مذکور بالا اشعار کا آخری مصرعہ

"مسیح و خضر سے اونچا مقام ہے تیرا"

صریحًا کھلم کھلا کفری قول ہے۔ چنانچہ مولانا عبد الصمّد القادری الرضوی النوری ساکن قصبہ رفیع گنج اورنگ آباد بہار نے رضوی دارالافتاء بریلی شریف استفتاء پیش کیا جس میں موصوف نے مذکورہ بالا اشعار نقل کر کے آخری مصرعہ اور اس کے قائل کے بارے میں حکم شرعی دریافت کیا تو حضرت مولانا محمد اعظم صاحب مفتی رضوی دارالافتاء بریلی شریف نے مصرعۂ مذکور بالا کو کفری قول قرار دیا اور قائل کے بارے میں تحریر کیا کہ میں نے حضور مفتیٔ اعظم ہند (حضرت مولینا شاہ مصطفٰے رضا بریلوی) سے ڈاکٹر اقبال کے بارے میں دریافت کیا تھا تو آپ نے

فرمایا تھا بیشک اقبال سے خلاف شرع امور کا صدور ہوا ہے۔ کفریات تک اس سے صادر ہوئے ہیں مگر وہ اللہ تعالےٰ کے محبوب سرکار دو عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخ و بے ادب نہیں تھا۔ بیشک اس سے اس کی جہالت کی بناء پر کفر تک پہنچانے والی غلطیاں ہوئی ہیں مگر آخر وقت میں مرنے سے پہلے اس کی توبہ بھی مشہور ہے ۔ اور حضرت نے فرمایا جو اللہ تعالےٰ کے محبوب صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخ نہیں ہوتا اس کو توبہ کی توفیق ملتی ہے۔ اس کے بعد حضرت نے اقبال کا یہ شعر پڑھا۔

ے بمصطفےٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
گر باو نہ رسیدی تمام بولہبی ست[۱]

حضرت یہ شعر پڑھ کر آبدیدہ ہوگئے اور فرمانے لگے کہ اس شعر سے حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے ساتھ اقبال کی سچی محبت ظاہر ہے۔ اس کے بعد فرمایا اقبال کے بارے میں توقف چاہئیے اور حضرت کا یہ فرمان اس وقت کی ناسازی طبع سے پندرہ، سولہ سال پہلے کا ہے حضرت

---

[۱] یعنی اے مسلمان! تو قدم مصطفےٰ سے چمٹ جا کہ ذاتِ مصطفےٰ ہی سراپا دین ہے۔ (صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم) اور اگر تو ذاتِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء سے وابستہ نہ ہوا تو تو مکمل ابولہب ہے۔ (حاصل شعر کا ترجمہ) (عبدالصمد قادری رضوی)

کے اسی فرمان پر ہمارا عمل ہے۔ وَاللہ تعالٰے اَعلَم

محمد اعظم غفرلہٗ۔ خادم رضوی دارالافتاء
بریلی شریف
۱۹ ار رجب ۱۴۰۱ھ ہجری

نمبر ۳۳۴۶
۱۵

(دستخط سرکار مفتی اعظم ہند) (الفقیر مصطفٰے رضا غفرلہٗ)

حضرات قارئین کو ہم اس فتوی کے پیش نظر مشورہ دیتے ہیں کہ ڈاکٹر اقبال صاحب کی ذات کے بارے میں ضرور توقف وسکوت سے کام لیں۔ لیکن ان کے وہ اشعار جو شریعت مقدسہ کے خلاف ہیں ان سے قطعی پرہیز کریں، انھیں سند بنا کر ہرگز پیش نہ کریں۔ ہدایت کا مالک اللہ تعالٰے ہمیں اور آپ کو ہر طرح کی گمراہیوں سے محفوظ رکھے۔ امین بجاہِ سَیّدِ المرسَلین عَلیہِ وَعَلیٰ آلِہِ الصَّلوٰۃُ وَالتَّسلِیمِ ط

اَلانتباہ :۔ یہ توضیحی بیان نورانی گلدستہ کی طباعت رابعہ ۱۴۱۹ھ کے موقع پر اضافہ کیا گیا ہے۔

یہی رکنِ آستانہ شبیر حسن صاحب اسی کتاب میں ایک دوسری جگہ تقریر کرتے ہیں کہ :۔

"حضرت شیخ کلیم اللہ قدس سرہٗ العزیز کی آواز مبارک کا یہ اعجاز تھا کہ دور و نزدیک سب حاضرین تک یکساں پہنچتی تھی"۔ (حیات کلیم ص ۳۶)

مذہبِ اہلِ سنت میں جو امرِ خارق عادت کسی نبی سے صادر ہوا سے معجزہ، اعجاز کہتے ہیں اور اگر ایسا امر کسی ولی سے صادر ہوا سے کرامت کہا جاتا ہے۔ حضرت شیخ کلیم اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز مقدس کا دور و نزدیک یکساں پہونچنا یہ حضرت کی کرامت ہے نہ کہ اعجاز۔ مگر چوں کہ اراکین آستانہ زبان وادب کی اس بلند سطح پر پہنچ چکے ہیں جہاں کلماتِ شرعیہ کے برمحل استعمال کا اپنے کو وہ پابند نہیں سمجھتے، اس لیے اِس سِلسلے میں ان سے کچھ کہنا سودمند نظر نہیں آتا۔ بس اللہ رب العزۃ جل جلالہ توفیق عطا فرمائے کہ اراکین آستانہ شرعی حدود کو پہچانیں اور ان کو پار کرنے سے بچتے رہیں۔

کتاب تفویت الایمان مصنفۂ مولوی اسمٰعیل دہلوی جس نے سرکار مصطفٰے سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وحضرات انبیائے عظام واولیائے کرام کی عزت وعظمت پر کھلے عام حملے کئے ہیں اور کتاب براہین قاطعہ مصنفۂ ملا رشید احمد گنگوہی وکتاب حفظ الایمان مصنفۂ اشرفعلی تھانوی جس نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان مقدس میں طرح طرح کی گستاخیاں کیں ہیں! ان گستاخ فتنہ انگیز کتابوں کے ماننے والے ان کی اشاعت کرنے والے **مُلّایانِ وھابیہ** کو آستانہ دہلی مسلمانوں کا پیشوا اور مذہب اسلام کا رہنما بنا کر ان کا تعارف کراتا ہے اور ان میں مرے ہوئے ملاؤں کے لیے بلا تکلف "رحمۃ اللہ علیہ" کا کلمۂ تعظیمی استعمال کرتا رہتا ہے۔

حضرات قارئین! اگر آپ کی نظر آستانہ کے اندر عورتوں کے نیم عریاں فوٹو پر پڑ جائے تو یہ معلوم ہوگا کہ آستانہ، دین ومذہب سے آزاد قسم کا جریدہ ہے۔ اگر آپ کے مطالعہ میں آستانہ کے وہ مضامین اور آستانہ کی شائع

کردہ وہ کتابیں آجائیں جن میں صحابہ کرام پر سبّ وشتم ہے تو آپ کا فیصلہ ہو گا کہ اولیائے کرام کا یہ نام نہاد سرکاری گزٹ رافضیت کا داعی ونقیب ہے اور جب آپ آستانہ کو دیوبندی تصنیفات کی نشر واشاعت کرتے ہوئے دیکھیں تو یہ سمجھیں گے کہ روحانیت کا یہ جریدہ وہابیت دیوبندیت کا پکا پرچارک ہے۔

الحاصل خود مدیر آستانہ جس عقیدہ ومسلک کے ہوں لیکن ان کا یہ روحانی، اسلامی، اخلاقی، اصلاحی ماہنامہ تو کئی متضاد اوصاف کا حامل دکھائی دے رہا ہے۔ اب رہا یہ امر کہ اولیائے کرام کے اس سرکاری گزٹ نے ایسا راستہ کیوں اختیار کیا تو اس کے متعلق عرض ہے کہ ع

"رموزِ مملکتِ خویش خسرواں دانند"

لیکن چونکہ آستانہ کے خلاف شرع اعمال واقوال سے آزاد خیال لوگوں کو خوب شہ مل رہی ہے چنانچہ فوٹو چھپوانے والے کہہ سکتے ہیں کہ فوٹو چھپوانا جائز ہے۔ کیونکہ آستانہ جو کہ اسلامی مذہبی پرچہ ہے وہ فوٹو چھپواتا ہے یونہی حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مقدس شان میں گستاخانہ کلمات استعمال کرنے والے آستانہ کے سبّ وشتم والے مضامین کو سند بنا سکتے ہیں اسی طرح ص۔ ع۔ صلعم، رض، رح لکھنے والے آستانہ کے طرزِ عمل کو دستاویز قرار دے سکتے ہیں اس لیے عام مسلمانوں

کی خیر خواہی کے لیے ہم نے یہ چند ضروری امور پیش کر دیے ہیں تاکہ عقائد اسلامیہ و مسائل شرعیہ سے ناواقف مسلمان آستانہ کی آزاد رفتار سے دھوکا نہ کھا سکیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جریدۂ آستانہ میدان صحافت کا شہسوار اور اردو زبان کی حفاظت کا ایک مضبوط قلعہ ہے مگر افسوس کہ وہ ہوس زر و جلب منفعت میں شرعی حدود کی قطعًا پروا نہیں کرتا نہ ان مقاصد حسنہ کو در خور اعتنا سمجھتا ہے۔ جن کے پیش نظر اس کا اجراء عمل میں آیا تھا۔ ربّ العالمین جل جلالہ سے دعا ہے کہ وہ آستانہ کو سیاسی مذہب کی پیروی سے بچائے اس کو عقائد مذہب اہل سُنّت کا حامل بنائے اور شریعت کے مطابق چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین آمین بجاہ سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ تعالٰی وسلم علیہ وعلیہم وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

واٰخر دعوٰنا اَنِ الحمد للہ ربّ العٰلَمِین ط

۷۸۶
۹۲

صالح معاشرہ کو ڈسنے والے دو ناگ

سینما اور ریڈیو

جس طرح رات کے آخری حصہ میں افق مشرق پر طلوع فجر اس امر کی علامت ہے کہ سورج اب نکلنے کی تیاری کر چکا ہے یونہی قیامت برپا ہونے سے پہلے چند ایسے امور ضرور واقع ہوں گے جن کا ظہور اس بات کا نشان ہوگا کہ اب اس دنیائے ناپائدار کی چہل پہل ختم ہونے والی اور قیامت کا ہولناک منظر سامنے آنے والا ہے۔

ربّ العٰلمین جل جلالہ نے اپنے محبوب اور ہمارے سرکارِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیب پر قابو عطا فرمایا تھا۔ حضور کی نگاہِ نبوّت کے سامنے قیامت تک کے سارے واقعات وحالات روشن تھے۔ حضور کو خوب معلوم تھا کہ قیامت کب قائم ہوگی اور قیامت آنے سے پہلے کون کون سے طوفان وحوادث رونما ہوں گے۔ چنانچہ حضور نے

قیامت کی ایک ایک نشانی وضاحت کے ساتھ بیان فرمادی تاکہ اُس دور کے مسلمان توبہ واستغفار سے کام لیں اور دنیا کی رنگینی میں مشغول ہوکر آخرت کو نہ بھول جائیں۔ حدیث شریف کی کتابوں میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ نشانیاں آج بھی محفوظ ہیں۔ ہم فی الحال ذیل میں قیامت کی دو نشانیاں بہارِ شریعت حصّہ اوّل سے نقل کرکے ان پر کچھ گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔

(۱) زنا کی زیادتی ہوگی اور اس بے حیائی کے ساتھ جیسے گدھے جُفتی کرتے ہیں، زنا کرتے وقت بڑے چھوٹے کسی کا لحاظ وپاس نہ ہوگا۔

(۲) گانے باجے کی کثرت ہوگی۔

آزادی اور روشن خیالی کے اس تاریک دَور نے جب زنا جیسی بے حیائی کو جائز وحلال قرار دے دیا ہے تو اس کی کثرت سے کون شخص انکار کرسکتا ہے۔ رہا گدھوں کی جفتی کی طرح کھلے عام زنا کرنا تو اس پر ابھی تھوڑی سی پابندی ہے لیکن ریڈیو، سینما اور مخلوط درسگاہوں کی مسلسل کوشش سے قوی امید ہے کہ یہ برائے نام پابندی بھی ختم ہوجانے والی ہے۔

رہی گانے بجانے کی بات تو اس کی کثرت تو ہر کس وناکس پر ظاہر ہے کیونکہ شہر کی ہر مہذّب وغیر مہذب گلی، ہر بڑا چھوٹا ہوٹل، بس اسٹیشن ریلوے

اسٹیشن، دیہات کی سڑک، پگڈنڈی راستے سب کے سب ریڈیو کی بدولت گانے بجانے کی آواز سے ہر دم گونجتے رہتے ہیں۔ گویا حدیث شریف نے بہت پہلے بتادیا کہ جب سینما گھر قائم ہوجائیں اور ریڈیو دن رات چاروں طرف شور مچاتا رہے تو مسلمان چوکنے ہوجائیں اور سمجھ لیں کہ اب بوڑھی مکار دنیا کی رنگین چہل پہل ختم ہوجانے اور قیامت کے سنگین واقعات رونما ہونے کا دن قریب سے قریب آتا جارہا ہے جس کا معنی یہ ہے کہ مسلمان زیادہ سے زیادہ توبہ و استغفار میں لگ جائیں اور شیطان کے بچھائے ہوئے جال میں پھنسنے سے اپنے آپ کو بچائیں دور حاضر کا ریڈیو ننگے اور فحش گانے کے ذریعہ انسان کے جنسی جذبات کو برانگیختہ کرکے اس کے قلب میں زنا کی خواہش کا بیج بوتا رہتا ہے اور سینما گھر میں پردۂ فلم کے ننگے اور حیا سوز مناظر اس بیج کو اگاتے اور پروان چڑھاتے ہیں اور حیا باختہ مرد و عورت شہوت سے بے قابو ہوکر زنا جیسے ملعون فعل کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں۔

یہ امر روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ بچے تو بچے، بڑوں تک کے اخلاق کو سینما نے ستیاناس کردیا ہے۔ سینما ایجاد کرنے والے کا مقصد ہی یہ ہے کہ ایک طرف زیادہ سے زیادہ روپے حاصل کیے جائیں اور دوسری طرف انسان کو زنا، اغوا، چوری، مکاری، عیاری کے ہتھکنڈوں سے آگاہ کیا جائے۔ چنانچہ عورتوں کا اغوا کیا جانا، لونڈوں کا چوری اور جیب تراشی

عـہ اور ٹی بی، ریڈیو

کے لیے نئے نئے داؤں اختیار کرنا یہ سینما ہی کی برکت ہے۔ یہ سینما بینی ہی کا نتیجہ ہے کہ کتنی کنواری لڑکیاں ماں بن گئیں اور بنتی جا رہی ہیں۔ سینما ہی نے عورتوں کو نیم عریاں لباس پہننا سکھایا ہے۔ آج عورت کی چادرِ عفّت تار تار ہو چکی ہے۔ عورت جو قوم کی ماں، بہن، بیٹی ہے اُسے پردۂ فلم پر ننگا نچایا جاتا ہے۔ سینما کے فحش اشتہاروں میں عورتوں کی ننگی تصویر چھاپ کر شہر کی گلی اور کوچے میں اس کی آبرو ریزی کی جا رہی ہے گویا دیکھتے ہی دیکھتے عورتوں کو جانوروں کی قطاروں میں کھڑا کر دیا گیا ہے کہ جس طرح جانوروں سے ہر قسم کا کام لیا جاتا ہے اور وہ اپنی بے زبانی کی وجہ سے کوئی احتجاج نہیں کر سکتے۔ یونہی آج کی مہذّب دنیا، پردۂ فلم کو رومانی بنانے کے لیے، ہوٹل کا کاروبار چمکانے، غیر ملکی لیڈروں کی رنگین ضیافت انجام دینے کے لیے عورت کی ذات کو استعمال کر رہی ہے۔

عورت تو پیدائشی طور پر ناقصُ العقل ہے۔ انجام اور مستقبل تک اس کی رسائی نہیں۔ وہ اس بات پر بہت مگن ہے کہ "عورت کو نیم عریاں لباس پہننے، مردوں کے دوش بدوش چلنے، بے حجابانہ اِدھر اُدھر گھومنے، بزمِ ثقافت میں ناچنے کے حقوق مل گئے ہیں" ——— لیکن ان باتوں کے بھیانک انجام کی اسے مطلق خبر نہیں۔

یہ حقیقت ہے کہ اگر عورت کی عقل و دانش میں نقصان کا مادہ نہ ہوتا

تو وہ ضرور اپنی قیمت کو سمجھتی۔ اپنی ہم جنس کی اس کھلے عام آبرو ریزی پر صدائے احتجاج بلند کرتی۔ عورتوں کی ننگی تصویر تیار کرانے والی فلم کمپنی پر مقدمہ دائر کراتی۔ ہوٹلوں میں اپنی آبرو فروخت کرنے کے لیے تیار نہ رہتی لیکن ایک طرف عقل سلیم کی کمی اور دوسری طرف غلط آزادی ان دونوں نے مل کر عورت کی مٹی پلید کر رکھی ہے۔

سطور بالا میں کثرتِ زنا کو قربِ قیامت کی نشانی بتایا گیا ہے۔ زنا خواہ بالجبر (زبردستی) ہو یا بالرضا، مقدس اسلام اس کی ان دونوں صورتوں کا سخت مخالف ہے۔ سارے جہان کا مالک اللہ رب العزۃ جل جلالہٗ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓی اِنَّہٗ کَانَ فَاحِشَۃً ط یعنی زنا کے پاس نہ جاؤ بیشک وہ بے حیائی ہے یہ بھی ایک قیامت ہے کہ رب العلمین تو فرماتا ہے کہ زنا سراپا بے حیائی ہے اس سے دور رہو لیکن اس دورِ آزادی کا انسان کہتا ہے کہ اگر مرد و عورت آپس میں راضی ہو کر اس بے حیائی کو کریں تو کوئی حرج نہیں کیونکہ زنا کرنا آدمی کا فطری حق ہے جس کو چھینا نہیں جا سکتا۔ افسوس

ع بریں عقل و دانش بباید گریست

اندھیر تو یہ ہے کہ ارسطو اور بقراط کے جانشین حضرات بھی زنا کے بھیانک انجام سے نابینا ہو کر اس کے حلال ہونے کا فیصلہ کیے بیٹھے ہیں

لیکن اگر ایک سلیم العقل انسان تھوڑا سا غور و فکر سے کام لے تو زنا کی برائی سے وہ انکار نہیں کر سکتا کیونکہ زنا، انسانی عظمت کو داغدار بناتا ہے۔ زنا صالح معاشرہ کا دشمن ہے۔ آج سوزاک، آتشک وغیرہ خبیث موذی مرضوں کی بہتات زیادہ تر زنا کاری کی بدولت ہے۔ زنا ہم نصیب عورت کی عزت پر ضرب کاری ہے۔ زنا کی کثرت عورت کو انسانیت سے گرا کر کتیا اور گدھی کے درجہ میں پہونچائے گی۔ زنا کاری کے راستے سے آنے والی نسل کی جب کثرت ہو جائے گی تو اس وقت یہی عورت اس کتیا کی حیثیت میں ہو گی جس کے ساتھ جو کتا چاہے کھلے عام چوراہے پر اپنی جنسی خواہش پوری کرے آج تو انسانیت صرف کراہ رہی ہے لیکن جب زنا کی نسل کا اس دنیا پر غلبہ ہو جائے گا تو اس وقت تہذیب و شرافت، اخلاق و مروّت کی موت کے ساتھ انسانیت کا جنازہ بھی نکل چکا ہوگا۔

قوم کے لیڈروں اور ریفارمروں سے اپیل ہے کہ اگر آپ حضرات سسکتی انسانیت سے ہمدردی رکھتے ہوں اگر آپ کی نگاہ میں عورت کی بھی کچھ عزت ہے۔ اگر آپ کے نزدیک ایشیائی تہذیب و شرافت کچھ قیمت رکھتی ہے تو آپ حضرات کو زنا، اغوا، فحاشی، حیا باختگی، بے حجابی کے خلاف آواز بلند کرنا پڑے گا اور چونکہ یہ شنیع افعال سنیما اور ریڈیو کے توسط سے بڑھتے پھیلتے اور عام لوگوں کو اپنی لپیٹ میں لیتے جا رہے

ہیں، اس لیے ان دونوں ملعون بھائی بہنوں کی اس خلاف انسانیت حرکات کا بھی بائیکاٹ کرنا ہوگا

یہ عجیب فلسفہ ہے کہ مردم شماری کی کثرت کو دیکھتے ہوئے لیڈر اور ریفارمر حضرات گھبرا گھبرا کر "برتھ کنٹرول" اور "ضبط تولید" پر بڑا زور دار وعظ کہتے ہیں اور مادۂ حمل کی قاتل گولیوں اور انجکشنوں کے استعمال کا ضروری مشورہ دیتے ہیں لیکن جن سوراخوں سے ناجائز طور پر بے شمار "انسانی کیڑے مکوڑے" رینگ رینگ کر نکل رہے ہیں ان کو بند کر دینے کی نہ کوئی اسکیم ہے نہ تجویز اور نہ اس کے لیے کچھ کوشش ہے نہ جد و جہد ہے کیا یہ مخلوط درسگاہیں، سینما، ریڈیو، ہوٹل، غیر ملکی ضیافت گاہیں۔ عورتوں کی بے حجابی اور آزادی اور دیگر اسباب، ناجائز طریقے سے مردم شماری کے بڑھنے کا ذریعہ نہیں؟

مسلمانو! موجودہ دور آزادی میں سینما، ریڈیو اور مخلوط تعلیم گاہوں نے اگرچہ ہر قوم کے اخلاق و تہذیب کو جھنجوڑ کر رکھ دیا لیکن اسلامی تہذیب و معاشرت کو تو ان تینوں نے مل کر بالکل ملیامیٹ کر ڈالا ہے۔ دوسری قوموں میں پردے اور حجاب کا اتنا التزام نہ تھا جتنا اسلام میں ہے مگر سینما بینی نے مسلم عورت کی حیاء و غیرت چھین کر اسے بری طرح بے پردہ۔ بے حجاب کر دیا ہے۔ یہ قیامت نہیں تو اور

کیا ہے کہ جن عفت مآب خواتین کو کھلے عام سورج بھی نہیں دیکھ پاتا تھا آج ملعون سینما کی بدولت وہ انسان نما کتوں ، بندروں اور بھالوؤں کے ساتھ ڈانس کرتی نظر آرہی ہیں۔ سینما بینی اسلامی نقطۂ نگاہ سے حرام اور سخت حرام ہے۔ سینما بینی دین کے نزدیک ایک لعنتِ عظیم ہے کہ سینما دیکھنے والا انسان آخرت اور قیامت کے تصور سے کوسوں دور ہو جاتا ہے اور ریڈیو کا گانا بجانا سینما بینی کی ترغیب کے لیے داہنے بازو کا کام دیتا ہے اس لیے سینما اور ریڈیو کے گانے باجے دونوں کے دونوں اسلامی تعلیم کے دشمن شرم وحیا کے قاتل ، تصورِ آخرت کے گرہ کٹ ہیں۔

تو پھر ہونا کیا چاہیے؟

جو واقعی ہونا چاہیے اس کا انتظام تو جب کبھی انسانیت کی حامی آدمیت کی طرفدار ، عورت پر ترس کھانے والی حکومت کا ظہور ہوگا خود وہ کرے گی لیکن مسلمانو! تمہیں کم از کم اتنا کرنا اور ضرور کرنا ہے کہ سینما بینی بند کر دو۔ اپنی عورتوں اور اپنے بچوں کو سینما دیکھنے سے قطعی طور پر روک دو اپنے دوستوں ، عزیزوں کو سینما بینی سے بچاؤ اور ریڈیو جو چلتا پھرتا آلۂ شیطان ہے اسے اپنے گھر سے نکال کر باہر کر دو۔

بعض حضرات اس خوش فہمی میں مبتلا ہیں کہ ریڈیو اگرچہ گانے بجانے کا آلہ ہے لیکن چونکہ وہ تلاوتِ قرآن شریف ، تفسیر ، مذہبی تقریر

اور نعت شریف بھی نشر کرتا ہے اس لیے اس کو اپنے گھر رکھنے میں کوئی حرج نہیں کہ اس کے ذریعہ دین و مذہب کی معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ مگر مسلمانو! یہ نفس کا بڑا دھوکا ہے۔ یہ تو غور فرمائیے کہ دین و مذہب کی معلومات حاصل کرنے کے ساتھ اگر آپ کا نفس گانے باجے کا لطف لینے پر اڑ جائے تو اس کو کونسی چیز روک سکتی ہے اور پھر جہاں تک احتیاط کا تعلق ہے وہ آپ کریں گے لیکن آپ کی عدم موجودگی میں آپ کے بچے اور آپ کے گھر کی عورتیں ریڈیو سے گانا بجانا سنیں تو ان کو کون روک سکتا ہے۔ حاصل گفتگو یہ ہے کہ جس کو اپنا دین اور اپنے گھر والوں کا دین سنبھالنا ہے وہ ریڈیو کے بکھیڑے میں نہ پڑے اور رہیں دینی معلومات تو وہ کتابوں کے مطالعہ سے بہ آسانی حاصل کی جا سکتی ہیں۔

جو مسلم اخبارات و جرائد سینما کے اشتہارات اور اس کی تصاویر اپنے اخباری صفحات میں چھاپتے رہتے ہیں وہ اعتقاداً نہ سہی، عملاً احکام اسلام کا مذاق ضرور اڑاتے ہیں، مسائل شرعیہ کی عظمت پر کاری ضرب لگاتے ہیں، اس تاریک دور میں اسلامی قانون کی روشنی بجھا رہے ہیں۔ مسلم معاشرہ کے بگاڑنے میں پوری مدد دے رہے ہیں۔ ان کا اگر آخرت اور قیامت قائم ہونے پر ایمان ہے تو وہ اپنے اس طرز عمل کا محاسبہ کریں۔

کہا جاتا ہے کہ دورِ حاضرہ میں اخبارات کی زندگی فلمی اشتہارات کے حصول اشاعت پر موقوف ہے کیونکہ فلم کمپنی اپنے اشتہارات کی اشاعت کے معاوضہ میں اربابِ صحافت کو ایک اچھی خاصی رقم ادا کرتی ہے۔ تو جو اخبار و جرائد فلمی اشتہارات قبول نہ کریں گے وہ اپنی زندگی ہی سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔ میں کہتا ہوں جس کا اللہ و رسول (جَلَّ جَلَالُہٗ وَصَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) پر ایمان ہے۔ قیامت برپا ہونے کا یقین ہے، آخرت کی بازپرس کا واقعی خوف ہے وہ ایسا اخبار زندہ ہی کیوں رکھنے لگا جو قرآنی تعلیمات و اسلامی ہدایات کو خنجر بھونک رہا ہو۔ اور اگر فلمی اشتہارات کے جواز کے لیے یہ پُرفریب عذر دلیل کا درجہ حاصل کرلے تو سیکڑوں امور جو اسلامی شرع کے نزدیک ناجائز و حرام ہیں وہ سب جائز و صحیح ہوجائیں گے۔ شراب اور سود کا کاروبار کرنے والے بھی اس پرفریب عذر کا سہارا لے کر کہہ سکتے ہیں کہ اگر ہم سود نہ لیں، شراب کشید نہ کریں تو ہمارا کاروبار زندہ نہیں رہ سکتا اور ہمارے بال بچے اور کنبہ والے موت کے گھاٹ اتر جائیں گے۔ تو کیا شراب و سود کا کاروبار زندہ رکھنے کی اجازت دی جاسکتی ہے؟ ھَیْہَاتَ ھَیْہَاتَ،

حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کے بیشتر طبقات کا اسلامی مزاج بدل

گیا۔ ان کے قلب وذہن سے دین ومذہب کی چھاپ مٹ گئی۔ آخرت اور قیامت کا دھیان ان کی قوت حافظہ سے رخصت ہوگیا۔ ان کے دماغوں پر اسلامی انداز فکر کے بجائے الحادی خیال ونظریہ مسلّط ہے جس کا انھیں شعور تک نہیں۔ بس یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی زندگی کے مسائل کو حق وناحق، حلال وحرام کے کانٹے پر نہیں تولتے بلکہ ظاہری فائدہ ونقصان کے معیار پر جانچتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کریم وجلیل سے دُعا ہے کہ وہ اپنے کرم سے مسلمانوں کا قلب وذہن اسلامی سانچے میں ڈھال دے اور انھیں احکامِ شرعیہ کی عزت واحترام کرنے اور ان پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ بجاہِ سیّدِنا مُحمّدٍ صلّی اللہ تعالیٰ وسلّمَ علیہِ وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ واولیاءِ اُمّتہٖ وابنہٖ الغوثِ الاعظمِ الجیلانیّ اجمعینَ واٰخِرُ دعوٰنا اَنِ الحمدُ للہِ ربِّ العٰلمین۔

۴۸۶
۹۲

نماز کی کنجی کیا ہے؟

حضور اقدس دانائے غیوب سرکارِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ مِفْتَاحُ الْجَنَّۃِ الصَّلٰوۃُ وَمِفْتَاحُ الصَّلٰوۃِ الطُّھُوْرُ۔ یعنی جنّت کی کنجی نماز ہے اور نماز کی کنجی وضو ہے۔ ایک دوسری حدیث شریف میں سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

من توضأ فمضمض و استنشق خرجت خطایاہ من فیہ و الفہٖ واذا غسل وجھہ خرجت خطایاہ من وجھہ حتی تخرج من تحت اشفار عینیہ فاذا غسل یدیہ خرجت خطایاہ من یدیہ فاذا مسح براسہ خرجت خطایاہ من راسہ حتی تخرج من اذنیہ فاذا غسل رجلیہ خرجت خطایاہ من رجلیہ حتی تخرج من تحت اظفار رجلیہ وکانت صلاتہ ومشیہ الی المسجد نافلۃ[۲]

---

[۱] رواہ الامام احمد مشکوٰۃ شریف صہ ۳۹ [۲] ابن ماجہ صہ ۲۵ ۱۲

یعنی جو شخص وضو کرتے ہوئے کلی کرتا اور ناک میں پانی ڈالتا ہے تو منہ اور ناک کے گناہ گر جاتے ہیں اور جب چہرہ دھوتا ہے تو اس کے چہرے کے گناہ نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ پلکوں کے نیچے سے (بھی) نکل جاتے ہیں۔ پھر جب اپنے دونوں ہاتھوں کو دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں کے گناہ نکل جاتے ہیں پھر جب اپنے سر کا مسح کرتا ہے تو اس کے سر سے گناہ باہر ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ اس کے کانوں سے (بھی) نکل جاتے ہیں۔ پھر جب اپنے دونوں پیروں کو دھوتا ہے تو اس کے پیروں سے گناہ نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ اس پیروں کے ناخنوں کے نیچے سے (بھی) نکل جاتے ہیں اور (اب) اس کا نماز پڑھنا اور مسجد کے لیے چلنا مزید برآں یعنی بلند درجات کا سامان ہے۔

اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ نے وضو میں دو اثر رکھا ہے ایک ظاہری جو محسوس ہے آنکھ سے دیکھا جاتا ہے دوسرا باطنی جو غیبی ہے۔ وضو کا ظاہری اثر یہ ہے کہ بدن کے میل کچیل، اور رگھن والی چیزیں اس کے ذریعہ دھل جاتی ہیں اور جسم کا اتنا حصّہ صاف ستھرا ہو جاتا ہے اور وضو کا باطنی اثر یہ ہے کہ اس کے پانی سے ہاتھ، موہنہ، ناک، چہرہ، کان، سر، آنکھ، ناخن کے گناہ بھی دُھل جاتے ہیں۔ وضو کا پانی جہاں بدن کے میل، گرد وغبار کو زائل کرتا ہے وہیں وہ گناہوں کی نجاست اور گندگی بھی دور کرتا ہے۔ اہل مشاھدہ اولیائے کرام

نے اپنی آنکھوں سے وضو کرنے والوں کے گناہوں کی نجاست کو دھل دھل کر گرتے دیکھا ہے ان کی باطنی بینائی کا عالم یہ ہے کہ اگر ان کے سامنے کوئی چور وضو کرے تو اس کے پانی کو دیکھ کر بتا دیں گے کہ اس دھوون میں چوری کی نجاست ہے یونہی اگر کوئی زناکار وضو کر رہا ہو تو اس کے پانی کو بھی دیکھکر آگاہ کر دیں گے کہ اس میں زنا کی گندگی ہے۔ عارف باللہ حضرت امام ربّانی سیدی عبد الوہاب شعرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی مقدّس تصنیف میزانُ الشَّرِیْعَۃِ الکُبْرٰی میں تحریر فرماتے ہیں۔

وسمعت سیدی علیا الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ لوکشف للعبد لرأی الماء الذی یتطھر منہ الناس فی غایۃ القذارۃ والنتن فکانت نفسہ لاتطیب باستعمالہ کما لاتطیب باستعمال ماء قلیل مات فیہ کلب اوھرۃ۔ قلت لہ فاذن کان الامام ابوحنیفۃ و ابویوسف من اھل الکشف حیث قالا بنجاسۃ الماء المستعمل

میں نے سیدنا علی خوّاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا کہ (فرماتے تھے) اگر بندہ کو کشف حاصل ہو تو لوگوں کے وضو اور غسل کے پانی کو نہایت گھنونا اور بدبودار پائے تو پھر اس کا دل اس سے طہارت کرنے کو نہ چاہے گا۔ جس طرح تھوڑے سے پانی میں کتا یا بلّی مر جائے تو انسان کا دل ہرگز اس سے طہارت کرنے کو نہ چاہے گا۔ امام شعرانی فرماتے ہیں اس پر میں نے حضرت خواص سے عرض کی کہ اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ امام

قال نعم كان ابوحنيفة وصاحبه
من اعظم اهل الكشف فكان
اذا رأى الماء الذى يتوضأ منه
الناس يعرف اعيان تلك الخطايا
التى خرت فى الماء ويميز غسالة
الكبائر عن الصغائر والصغائر
عن المكروهات والمكروهات
عن خلاف الاولى كالامور
المسجدة حسا على حد سواء
قال وقد بلغنا انه دخل مطهرة
جامع الكوفة فرأى شابا يتوضأ
فنظر فى الماء المتقاطر منه فقال
يا ولدى تب عن عقوق الوالدين
فقال تبت الى الله عن ذلك و
رأى غسالة شخص اخر فقال
له يا اخى تب من الزنا فقال
تبت ورأى غسالة اخر فقال

ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف رضی اللہ تعالٰے
عنہا جو ماء مستعمل یعنی وضو، غسل کے دھوون
کو نجس مانتے ہیں، کشف والے ہیں انھوں نے
فرمایا ہاں یہ دونوں اکابر اہل کشف سے
تھے۔ چنانچہ امام ابوحنیفہ جب لوگوں کے وضو
کا دھوون دیکھتے تو بعینہ ان گناہوں کو پہچان
لیتے جو دھل کر پانی میں گرتے اور الگ الگ
جان لیتے کہ یہ دھوون گناہ کبیرہ کا ہے یہ گناہ
صغیرہ کا ہے یہ مکروہ کا یہ خلاف اولیٰ کا بلاتفاوت
اسی طرح جیسے نظر آنے والے جسموں کا کوئی
مشاہدہ کرے اور حضرت خوّاص نے یہ بھی فرمایا
کہ ہمیں روایت پہونچی ہے کہ امام ابوحنیفہ
کوفہ کی جامع مسجد کے حوض پر تشریف لے گئے
ایک جوان وضو کر رہا تھا اس کا پانی جو ٹپکا
امام نے اس پر نظر فرمائی۔ اس جوان سے فرمایا
اے بیٹے! ماں باپ کو ستانے سے توبہ کر ڈال
اس نے فوراً عرض کی میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں

تبت من شرب الخمر وسماع آلات اللھو فقال تبت۔ — اپنے والدین کو ایذا دینے سے توبہ کرتا ہوں، ایک دوسرے شخص کے وضو کے دھوون کو دیکھ کر فرمایا اے بھائی! زنا سے توبہ کرے اس نے کہا میں توبہ کرتا ہوں۔ ایک اور شخص کا غسالہ (دھوون) دیکھ کر فرمایا شراب پینے اور مزامیر سننے سے توبہ کر اس نے کہا میں تائب ہوتا ہوں

(فتاویٰ رضویہ جلد اول صفحہ ۲۴۵)

اَللّٰہُ اَکْبَر۔ یہ ہے امام اعظم ابوحنیفہ کی جلالتِ شان کہ سیدنا علی خواص رضی اللہ تعالیٰ عنہما جو خود بھی اکابر اہل کشف سے ہیں اور مذہب کے اعتبار سے حنفی نہیں شافعی ہیں وہ کس طمطراق سے گواہی دے رہے ہیں کہ امام ابوحنیفہ اور ان کے شاگرد رشید امام ابویوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہما اہل کشف و اربابِ مشاہدہ اولیاء کے سردار و پیشوا ہیں بلکہ یہاں تک فرماتے ہیں کہ

مدارک الامام ابی حنیفۃ دقیقۃ لا یکاد یطلع علیہا الا اھل الکشف من اکابر الاولیاء — امام ابوحنیفہ کے مدارک وعلوم اتنے باریک ہیں جن سے ارباب کشف ہیں وہی حضرات آگاہ ہو سکتے ہیں جو اکابر اولیاء ہیں۔

(میزان الشریعۃ بحوالہ فتاویٰ رضویہ جلد اول صفحہ ۲۴۵)

سچ فرمایا سیدنا علی خواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیونکہ ؏

قدر گوہر شاہ داند یا بداند جوہری

اور ایک آج کل کے گھامڑ انسان نما جانور ہیں جو عوام میں اپنے آپ کو مولانا، علامہ، مولوی، محدث کہلواتے ہیں لیکن مبلغ علم یہ ہے کہ سنت کے مطابق وضو بھی نہیں کر سکتے وہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسعت علم اور کمالِ اجتہاد سے جل بھن کر آپ کی ذاتِ اقدس پر جاہلانہ اعتراض کرتے ہیں بلکہ بعض کتے تو حضرت امام کی شانِ رفیع میں گالیاں بکنے سے بھی نہیں چوکتے۔ بس دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے کرم فرما کر ان جنگلی ریچھوں اور بھونکنے والے کتوں کو انسان بننے کی توفیق دے اور انھیں سبیلِ مومنین پر لگا دے آمین بجاہ سید المرسلین علیہ وعلیہم وعلیٰ آلہ الصلاۃ والتسلیم ۔

ایمان افروز لطیفہ

کوئی چور یا شرابی یا زناکار اگر وضو کرے تو پانی کے ساتھ چوری کی خباثت، شراب نوشی کی نجاست اور زنا کی گندگی ضرور گرے گی۔ لیکن ہے کوئی وہابی، دیوبندی نیچری، ندوی، تبلیغی، مودودی جو کہدے کہ میں ان گناہوں کی نجاست کو گرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں اور میں غسالۂ وضو دیکھ کر بتا سکتا ہوں کہ مثلاً یہ دھوون زنا کا ہے اور وہ دھوون شراب نوشی کا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ وہابیوں کا بڑے سے بڑا چودھری خواہ وہ وحید الزماں کہلاتا ہو یا فرید العصر اس دعویٰ کی ہرگز جرأت نہیں کر سکتا۔ بلکہ ارباب کشف اولیائے کرام کے

سوا کوئی سنّی بھی ایسا کہنے کی ہمت نہیں کر سکتا کیوں؟ اس لیے کہ چوری، شراب نوشی، زنا کاری، کذب، غیبت وغیرہ تمام گناہوں کی باطنی نجاست و قذارت قطعاً امورِ غیب میں سے ہے جن کا دیکھ پانا ان مذکورین حضرات کے بس سے بالکل باہر ہے مگر قربان جائیے سرکارِ دو جہاں نبی اکرم صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی عظمت و عزت پر کہ آنحضور نے امت کو اس غیب سے آگاہ فرمایا کہ گناہوں کی نجاست وضو کے پانی کے ساتھ گرتی ہے اور نثار ہو جائیے دینِ مصطفےٰ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خادم اور مسلمانوں کے امام اعظم رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کی ذات مقدس پر جو اپنی نگاہِ پاک سے غیب کی چیزوں کا اس طرح مشاہدہ کرتے تھے جس طرح ہم اپنی آنکھوں سے زمین و آسمان، چاند اور سورج کو دیکھا کرتے ہیں۔

مسلمانو! امام اعظم نے تابعین عظام سے علوم حاصل کئے اور حضرات تابعین نے صحابۂ کرام رضوان اللّٰہ تعالیٰ علیہم سے علوم اخذ کیے اور حضراتِ صحابہ نے سارے علوم ظاہری و باطنی رسولِ کائنات اَعْلَمُ الْخَلْقِ سرکارِ مصطفےٰ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حاصل کئے تو جب امام اعظم کی نگاہیں امورِ غیب کا معاینہ و مشاہدہ کرتی تھیں تو رسولِ اعظم صَلَّی اللّٰہ تعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی نگاہِ پاک و ذہن مقدس سے زمین و آسمان عرش و فرش کا کون سا غیب پوشیدہ رہ سکتا تھا۔ سرکار اعلیحضرت شاہ

شاہ احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے قصیدۂ نعتیہ میں فرماتے ہیں۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروروں درود

چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دائرۂ علم سے کائنات کا کوئی غیب باہر نہیں۔ لیکن اندھیر اور دھاندلی کا یہ عالم ہے کہ آج کل کا جاہل مولوی، زمانۂ حال کا نادان فاضل، کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کے پیشوا سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق اپنی گندی زبان سے بکتا اور نجس قلم سے لکھتا ہے کہ رسول اللہ غیب کیا جانیں؟ رسول اللہ کو تو دیوار کے پیچھے کی بھی خبر نہ تھی۔ مَعَاذَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔ تمام منکرین خصوصًا وہابیوں دیوبندیوں کے مُلّا، مولانا، عوام سب سن لیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبی ہیں اور ہم کہتے ہیں کہ نَبِيُّ الْاَنْبِيَاء بھی ہیں اور عربی زبان میں

"اللہ تعالیٰ کے الہام سے غیب کی باتیں جاننے والا بتانے والا"

کا نام نبی ہے۔ ملاحظہ ہو استاد مدرسۂ دیوبند مولوی عبد الحفیظ بلیاوی کی کتاب مصباح اللغات ص۸۳۵ اور نصرانی عالم لویس معلوف لبنانی کی تالیف المنجد ص۸۴۷۔

تو دن دوپہر کی طرح واضح ہو گیا کہ جس شخص نے حضور اقدس صلی اللہ

کی پشت پر ڈال دیتے ہیں پھر دونوں ہاتھ آپس میں ملتے رہتے ہیں اسی طرح دوسری اور تیسری بار چلو میں پانی لے کر کرتے ہیں۔ ایسا نہیں کرتے کہ پہلے داہنے ہاتھ کو تین بار دھو کر اس کے بعد بائیں ہاتھ کو تین بار دھوئیں تو کیا یہ علماء ومشائخ وغیرہ فتاویٰ عالمگیری، شرح وقایہ کے بیان کئے ہوئے طریقہ سے آگاہ نہیں؟

جواب:۔ یہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کا ہم سنّی مسلمانوں پر خاص کرم ہے کہ اس بے نیاز رب کریم نے شیخ الاسلام اعلیحضرت امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تجدید دین واحیاء شریعت کا منصب عطا فرمایا تھا۔ چنانچہ جہاں آپ نے ہم سنّی مسلمانوں کو صحابۂ کرام وسلفِ صالحین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے عقائد حقہ تعلیم فرمائے وہیں مسائل شرعیہ بھی یاد دلائے۔ وضو کے بارے میں جو معلومات ہم پیش کر رہے ہیں یا آئندہ پیش کریں گے وہ سب اعلیحضرت ہی کی تلقین و تعلیم کا صدقہ ہے وضو میں ہاتھ دھونے کا جو پرانا طریقہ ہم نے لکھا ہے وہ زمانہ قدیم کے اکابر علمائے اسلام و مشاہیر مفتیانِ عظام کا بیان فرمودہ ہے۔ یہ افسوس کی بات ہے کہ سائل نے اپنی ناواقفی کے باعث اس طریقہ کو نیا سمجھ لیا۔ رہے آج کل کے علماء مشائخ خطباء، ائمہ مساجد تو ان میں جو سرکار اعلیحضرت کی تعلیمات کے پابند ہیں وہ اسی پرانے طریقہ کے مطابق ہاتھ دھوتے ہیں اور جن کو اعلیحضرت کی تعلیمات کی خبر نہیں یا خبر ہے مگر اعلیحضرت کی تعلیمات کے پابند

تعالٰی علیہ وسلم کے علم غیب کا انکار کیا وہ حضور کی نبوّت کا منکر ہے اور جو حضور علیہ الصلاۃ والسّلام کی نبوّت کا انکار کرے وہ تمام کلمہ گویانِ اسلام کے نزدیک کافر اور مرتد ہے لہٰذا علم غیب کے منکرین اگر جہنم کی بھڑکتی آگ سے بچنا چاہتے ہیں تو اپنے عقائد کفریہ سے توبہ کرکے سُنّی مذہب کو برضا و رغبت اختیار کرلیں۔ اللہ و رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے نزدیک توبہ کرنا عیب نہیں بلکہ کمالِ خوبی ہے ہاں کُفر پر اَڑے رہنا ضرور عیب کی بات ہے۔ اللہ تعالٰی توفیقِ توبہ عطا فرمائے۔

تنبیہ ضروری قرآن مجید اور حدیث شریف میں جہاں جہاں یہ بتایا گیا ہے کہ نیک کام سے گناہ مٹ جاتا ہے وہاں گناہ سے مراد صغیرہ ہے کبیرہ نہیں کیونکہ گناہِ کبیرہ اسی وقت معاف ہوگا جب بندہ، بارگاہ الٰہی میں اخلاص کے ساتھ توبہ کرے۔ لہٰذا شروع میں جو حدیث شریف پیش کی گئی ہے اس میں گناہ سے مراد گناہِ صغیرہ۔ امام نووی علیہ الرحمہ شرح مسلم صفحہ ۱۲۵ میں تحریر کرتے ہیں۔

المراد بالخطایا الصغائر دون الکبائر ٭ ٭ وضو میں جن گناہوں کے دھل جانے کا ذکر آیا ہے ان سے مراد گناہ صغیرہ ہیں کبیرہ نہیں۔

ہاں یہ اور بات ہے کہ گناہِ کبیرہ کا مرتکب مثلاً زنا کار جب وضو کرے گا تو اس کے غسالہ وضو میں زنا کے گناہ کی نجاست ضرور شامل رہے گی۔ چنانچہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے جب مذکور بالا زنا کار نے وضو کیا تو آپ نے اس کے وضو کے دھوون میں زنا کے گناہ کی نجاست ملاحظہ فرمائی لیکن چونکہ زنا گناہ کبیرہ ہے اور گناہِ کبیرہ کی معافی کے لیے توبہ لازم ہے اس لیے آپ نے اس کو توبہ کرائی۔

یوں تو نماز کی ادائیگی کے لیے شرع نے متعدد شرطیں رکھی ہیں لیکن ان میں سب سے زیادہ جس کو اہمیت حاصل ہے وہ "وضو" ہے یہاں تک کہ عوام میں بھی یہ مشہور ہے کہ جس کا وضو درست نہیں اس کی نماز درست نہیں اور حدیث شریف میں وضو کو نماز کی کنجی قرار دیا گیا ہے لیکن یہ کس قدر افسوسناک امر ہے کہ عام طور سے لوگ وضو کے سلسلے میں نہایت لاپروائی سے کام لیتے ہیں۔ بیچارے عوام تو عوام ہی ہیں غضب یہ ہے کہ جو طبقہ اپنے کو دینی تعلیم سے آراستہ سمجھتا ہے ان میں اکثر و بیشتر کا نفسِ وضو تک درست نہیں۔ **مسنون وضو** کرنا تو بڑی بات ہے۔ اگرچہ اس زمانۂ آزادی میں عام طور سے مسائل شرعیہ جاننے اور سیکھنے سے دلچسپی نہیں رہ گئی لیکن چونکہ ابھی مسلمانوں میں ایک طبقہ مخلصین کا باقی ہے جو اپنے اعمال شرعیہ فرائض و واجبات وغیرہ کو احسن طریقہ پر انجام دینے کی کوشش

کرتا ہے اور مسائل دینیہ معلوم کرنے کی فکر رکھتا ہے اس لیے ہم اس طبقہ کی دینی خیر خواہی کے پیش نظر مسنون وضو کا طریقہ بیان کرنا چاہتے ہیں تاکہ جسے اِتّبَاعِ سُنّت کی دھن ہو وہ اپنے مقصد کا موتی حاصل کر سکے۔

وضو میں تین عُضو یعنی مونھ، ہاتھ، پیر کا دھونا فرض ہے لیکن مونھ دھونے سے پہلے گٹوں تک دونوں ہاتھ کا دھونا، کلی کرنا، ناک میں پانی ڈالنا سُنّت مؤکدہ ہے۔ دھونے کا شرعاً کیا معنی ہے؟ مونھ کی لمبائی چوڑائی کہاں سے کہاں تک ہے؟ ہاتھ دھوتے وقت کدھر سے شروع کیا جائے؟ یہ وہ باتیں ہیں جو وضاحت اور تشریح کو چاہتی ہیں اس لیے ہم سوال وجواب کے طرز پر طریقۂ وضو بیان کرنے سے پہلے ایک تمہیدی مضمون کا اضافہ مناسب سمجھتے ہیں تاکہ وضوئے شرعی کی حقیقت خوب نکھر کر ذہن نشین ہو جائے۔

سوالؔ :۔ قرآن مجید وحدیث شریف نے وضو میں بعض اعضاء مثلاً ہاتھ، مونھ، پاؤں کے دھونے کا حکم دیا ہے۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ شرع میں دھونے کا معنی کیا ہے؟

جواب :۔ درمختار میں غَسْلُ الوَجہ پر بحث کرتے ہوئے دھونے کا معنی یوں بیان فرمایا ہے۔

اسالۃ الماء مع التقاطر ولو قطرۃ وفی الفیض اقلہ قطرتان فی الاصح۔	تقاطر کے ساتھ پانی بہانے کو دھونا کہتے ہیں اگرچہ ایک ہی بوند ہو اور فیض میں ہے کہ صحیح یہ ہے کہ کم از کم دو بوند پانی بہ جائے۔

(بحوالہ فتاوی رضویہ جلد اول ص۱۹)

اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ جس عضو کو دھوتا ہے اس کے ہر حصّہ ہر ہر ذرے پر کم از کم دو بوند پانی کا بہ جانا ضروری ہے تو جس حصّہ بدن پر دو بوند کے بجائے صرف ایک بوند یا ڈیڑھ بوند پانی بہا اتنا حصّہ بلا دھلے رہ گیا۔ فتاوی عالمگیری جلد اوّل ص۱ میں ہے۔

فی شرح الطحاوی ان تسییل الماء فی الوضوء شرط فی ظاہر الروایۃ فلا یجوز الوضوء مالم یتقاطر الماء۔	شرح طحاوی میں ہے کہ حسب ارشاد کتب ظاہر الروایۃ وضو میں پانی کا بہانا شرط ہے (دھوئے جانے والے عضو پر) جب تک پے درپے پانی نہ بہے گا وضو نہ ہوگا۔

حاصل کلام یہ ہے کہ شرع کے نزدیک کوئی عضو اس وقت دھلا ہوا قرار پائے گا جب کہ اس کے ہر حصّہ ہر ذرّہ پر اوّل سے آخر تک ہر جگہ پانی رینگ جائے سوئی کی نوک برابر بھی کوئی جگہ پانی بہنے سے رہ نہ جائے مثلاً کوئی شخص گٹوں تک اپنا ہاتھ دھونا چاہتا ہے تو اس کو سر ناخن سے گٹوں کے اوپر تک ہر ذرّہ ہر حصّہ پر اس

اس طرح پانی بہانا پڑے گا کہ کوئی جگہ سوئی کی نوک برابر پانی گزرنے سے نہ رہ جائے اگر ذرا سی جگہ پانی بہنے سے بچی رہ گئی تو شرع کے نزدیک گٹوں تک ہاتھ دھلا ہوا قرار نہ پائے گا۔ فتاوی رضویہ جلد اول ص۱۹ کے حاشیہ پر سرکار اعلیحضرت رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں

"موںھ، ہاتھ، پاؤں کے ذرے ذرے پر پانی بہنا فرض ہے فقط بھیگا ہاتھ پہونچنا کافی نہیں کم ازکم ہر ہر ذرے پر سے دو قطرے بہیں۔"

بہار شریعت حصّہ دوم ص۱۳ میں حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

"کسی عضو کے دھونے کے یہ معنیٰ ہیں کہ اس عضو کے ہر حصّہ پر کم ازکم دو بوند پانی بہ جائے۔ بھیگ جانے یا تیل کی طرح پانی چپڑ لینے یا ایک آدھ بوند بہ جانے کو دھونا نہیں کہیں گے نہ اس سے وضو یا غسل ادا ہو۔"

سوال۲:۔ لوگوں میں یہ مسئلہ بہت مشہور ہے کہ وضو میں کوئی جگہ خشک نہ رہ جائے۔ ہر جگہ بھیگ جانا چاہیئے ورنہ وضو نہ ہوگا۔ یہ مسئلہ کہاں تک صحیح ہے؟

جواب:۔ یہ ضرور صحیح ہے کہ وضو میں دھوئے جانے والے عضو کا کوئی حصّہ سوئی کی نوک برابر بھی اگر خشک رہ گیا تو وضو ہرگز نہ ہوگا مگر یہ کہنا کہ "وضو میں کوئی جگہ خشک نہ رہنے پائے ہر حصّہ بھیگ جانا چاہیئے"

غلط ہے کیونکہ اگر کسی پورے عضو پر پانی مل لیا یا عضو کے بعض حصّہ پر پانی بہایا اور باقی حصّہ پر تیل کی طرح پانی چپڑ لیا تو ان صورتوں میں اگرچہ عضو کا ہر حصّہ بھیگ گیا کوئی جگہ خشک نہ رہ گئی لیکن اس کے باوجود وضو نہ ہوگا کیونکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ جلّ جلالہٗ نے مونھ، ہاتھ، پاؤں دھونے کا حکم دیا ہے اور دھونا بغیر پانی بہائے ناممکن ہے تو ثابت ہوا کہ دھوئے جانے والے عضو کے ہر حصّے ہر ذرّے ہر پُرزے پر پانی بہ جانا ضروری ہے۔ عضو کا صرف بھیگ جانا، تر ہو جانا ہرگز کام نہ دے گا۔ مثلاً پاؤں دھونا ہے اس کے زیادہ سے زیادہ حصوں پر اچھی طرح پانی بہ گیا لیکن تھوڑی سی جگہ پانی بہ جانے سے رہ گئی جس پر بھیگا ہاتھ مل دیا اور دیکھنے میں وہ جگہ خشک نہ رہی تو شرع کے نزدیک پاؤں دھلا ہوا، قرار نہ پائے گا۔

سوال ؎ :- قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَیْدِیَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَیْنِ ط	اے ایمان والو! جب تم نماز پڑھنے کی تیاری کرو (اور وضو نہ ہو) تو اپنے چہروں اور کہنیوں سمیت اپنے ہاتھوں کو دھوؤ اور اپنے سروں کا مسح کرو اور ٹخنوں سمیت اپنے پیروں کو دھوؤ۔

اس آیتِ کریمہ سے تو ظاہر ہو رہا ہے کہ وضو میں سب سے پہلے چہرہ دھویا جائے گا اور سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی احادیثِ مبارکہ سے یہ ثابت ہے کہ وضو میں سب سے پہلے گٹوں تک دونوں ہاتھ دھویا جائے اس کے بعد منھ میں پانی لے کر کلی کی جائے پھر ناک میں پانی ڈالا جائے اتنا سب کر لینے کے بعد اب چہرہ دھویا جائے۔ قرآن و حدیث کے طرزِ بیان سے پتہ چلتا ہے کہ ان دونوں کی تعلیم میں یکسانیت نہیں۔ قرآن مجید کا فرمان کچھ اور ہے اور حدیث شریف کا ارشاد کچھ دوسرا ہے۔

جواب :۔ قرآن حکیم کا معنیٰ اور اس کی مراد وہ نہیں جس کو دنیا کے مفکرین سرکارِ مصطفےٰ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بے نیاز ہو کر سمجھے بیٹھے ہیں۔ جسے تعلیماتِ قرآنی کے مزاج و منشا کو سمجھنا ہے اسے اللہ تعالےٰ کے سراج منیر نورِ مجسّم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روشنی حاصل کئے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ قرآن کریم حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے۔ اس لیے یہ ناممکن ہے کہ حضور کے ارشاد اور قرآن شریف کے فرمان میں کسی طرح کی مخالفت ہو۔ بیشک قرآن پاک نے وضو کرنے کے سلسلے میں سب سے پہلے چہرہ دھونے کا ذکر فرمایا ہے۔ لیکن قابلِ غور امر یہ ہے کہ وضو پاک

پانی سے جائز ہوگا یا ناپاک پانی سے؟ ظاہر بات ہے کہ وضو صرف پاک پانی سے جائز ہوگا تو چونکہ کسی پانی کے متعلق پاک ہونے کا فیصلہ اس وقت درست ہے جب کہ اس کا رنگ، مزہ اور بو، تینوں وصف پاک ہو اس لیے حدیث شریف نے حکم دیا کہ وضو کرنے والا پہلے اپنے ہاتھوں پر پانی ڈال کر اس کا رنگ دیکھ لے پھر کُلّی کر کے اس کا مزہ چکھ لے بعدہٗ ناک میں پانی ڈال کر اس کی بو سونگھ لے جب ہر طرح سے اندازہ ہو جائے کہ اس پانی میں نہ تو کسی ناپاک شی کا رنگ ہے نہ کسی نجس چیز کا مزہ ہے اور نہ کسی ناپاک چیز کی مہک ہے تو اس پانی کو پاک سمجھ کر نہایت اطمینان سے قرآن مقدّس کے ارشاد پر عمل کرتے ہوئے چہرہ دھونا شروع کر دے۔

ہماری اس تقریر سے چمکتے سورج کی طرح واضح ہوگیا کہ قرآن کریم کے حکم پر صحیح معنیٰ میں عمل کرانے کے لیے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چہرہ دھونے سے پہلے گٹوں تک ہاتھ دھونے، پانی سے کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کا حکم دیا ہے تو دیکھ لو قرآن مجید اور حدیث شریف کی تعلیم میں کتنی یکسانیت ہے۔

فالحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین

سوال :- سنّت کے مطابق گٹوں تک دونوں ہاتھ دھونے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب :- یہ بات ہمیشہ یاد رکھنے کی ہے کہ جب کسی عضو کو دھونا ہو تو پہلے اس عضو پر پانی ڈال کر اس کے ہر حصّہ پر ہاتھ پھیر کر تر کر لیا جائے تاکہ پانی بہنے اور گزرنے میں آسانی رہے۔ فتاویٰ رضویہ جلد اول ص۲۰۹ میں اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں۔

"اعضا دھونے سے پہلے ان پر بھیگا ہاتھ پھیرے کہ (تر کی ہوئی چیز پر) پانی جلد دوڑتا ہے اور تھوڑا (پانی) بہت کا کام دیتا ہے۔ خصوصاً موسم سرما (یعنی جاڑے کے زمانے) میں اس کی زیادہ حاجت ہے کہ (اس وقت) اعضا میں خشکی ہوتی ہے۔ بہتی دھار بیچ میں جگہ خالی چھوڑ جاتی ہے۔ جیساکہ مشاہدہ ہے"

لہٰذا اس ارشاد کے مطابق پہلے دونوں ہاتھوں کو گٹوں سمیت خوب بھگو لیا جائے اس کے بعد بائیں ہاتھ میں بدھنا اٹھا کر اس کی ٹونٹی سے داہنے ہاتھ پر گٹے کے اوپر تک تین بار پانی بہائے اور یونہی داہنے ہاتھ میں لوٹا اٹھا کر بائیں ہاتھ پر گٹے کے اوپر تک تین دفعہ پانی بہائے۔ فتاویٰ عالمگیری مطبوعہ کانپور ص۳ میں ہے

وکیفیتہ ان کان الاناء صغیرا ان یاخذہ بشمالہ (جس برتن سے وضو بنانا ہے) وہ اگر چھوٹا ہو تو (گٹوں تک ہاتھ) دھونے

ویصبّ الماء علی یمینہ ثلثا ثم یاخذہ بیمینہ ویصُبُّہٗ علی یسارہ کذلک۔

کا طریقہ یہ ہے کہ برتن کو بائیں ہاتھ میں لے اور اپنے داہنے ہاتھ پر تین بار پانی بہائے پھر برتن کو داہنے ہاتھ میں لے اور تین مرتبہ بائیں ہاتھ پر پانی بہائے

طحطاوی مع مراقی الفلاح مطبوعہ مصر صـ۳۹ میں ہے۔

کیفیۃ الغسل علی ما ذکرہ اصحاب المذاهب انہ اذا کان الاناء صغیرا یمکن رفعہ لا یدخل یدہ فیہ بل یرفعہ بشمالہ ویصبّ علی کفہ الیمنی فیغسلها ثلثا ثم یاخذ الاناء بیمینہ ویصبّ علی کفہ الیسری فیغسلها ثلثا۔

دھونے کا طریقہ جیسا کہ پیشوایانِ مذہب حنفی نے بیان فرمایا یہ ہے کہ جب برتن اتنا چھوٹا ہو کہ اس کو اٹھایا جا سکے تو (وضو کرنے والا) اس برتن میں ہاتھ نہ ڈالے بلکہ اس کو بائیں ہاتھ میں اٹھائے اور اپنے داہنے ہاتھ پر پانی بہاتے ہوئے اس کو تین بار دھوئے پھر برتن کو داہنے ہاتھ میں لے اور بائیں ہاتھ پر پانی بہاتے ہوئے اس کو (بھی) تین مرتبہ دھوئے۔

کفایہ شرح ہدایہ مطبوعہ مصر صـ۱۹ میں ہے۔

ان الاناء اذا کان صغیرا یمکنہ	جب برتن اتنا چھوٹا ہو جس کو اٹھایا جاسکے
رفعہ یرفعہ المتوضی بشمالہ	تو وضو کرنے والا برتن کو بائیں ہاتھ میں
ویصبہ علی کفہ الیمنی ویغسلہا	اٹھائے اور داہنے ہاتھ پر پانی ڈال کر
ثلثا ثم یاخذہ بیمینہ و	اس کو تین بار دھوئے پھر برتن کو داہنے
یصب الماء علی کفہ الیسری	ہاتھ میں لے اور بائیں ہاتھ پر پانی بہاتے
ویغسلہا ثلثا۔	ہوئے اس کو بھی تین بار دھوئے۔

شرح وقایہ جلد اول مطبوعہ مجتبائی پریس دہلی ص۶۲ میں ہے۔

وکیفیۃ الغسل (وقال المحشی ای	گٹوں تک دونوں ہاتھ دھونے کا طریقہ
غسل الیدین الی رسغین)	یہ ہے کہ جب برتن اتنا چھوٹا ہو کہ اس
انہ اذا کان الاناء صغیرا	کو اٹھایا جاسکے تو اس کو بائیں ہاتھ میں
بحیث یمکن رفعہ یرفعہ	اٹھائے اور داہنے ہاتھ پر پانی بہاتے
بشمالہ ویصبہ علی کفہ الیمنی	ہوئے اس کو تین بار دھوئے۔ پھر
ویغسلہا ثلثا ثم یصب بیمینہ	داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی بہاکر
علی کفہ الیسری کما ذکرنا۔	اس کو بھی تین مرتبہ دھوئے۔

سوال ۵:۔ ہاتھ دھونے کا بالکل نیا طریقہ آپ نے بیان کیا۔ ہم نے تو علماء، مشائخ، واعظین، ائمہ مساجد کو اس طرح ہاتھ دھوتے ہوئے دیکھا کہ یہ حضرات بدھنے سے داہنے چلو میں پانی لیتے ہیں اور اس پانی کو بائیں ہاتھ

نہیں وہ ہاتھ دھونے میں عوامی طریقہ کو اختیار کئے ہوئے ہیں۔ حاصل یہ ہے کہ ہمیں ڈنکے کی چوٹ اعلان کر دینا ہے کہ سرکار اعلیحضرت نے جن عقائد دینیہ اور مسائل شرعیہ کی ہمیں تعلیم دی ہے وہ سب کی سب ہمارے سلف صالحین کی کتابوں کے مطابق ہے۔

سوالؔ :۔ جب کوئی شخص گٹوں یا کہنیوں تک ہاتھ اور ٹخنوں تک پاؤں دھونا چاہے تو کدھر سے شروع کرے اور کہاں ختم کرے؟

جواب :۔ سر ناخن سے دھونا شروع کرے اور گٹوں کہنیوں اور ٹخنوں کے اوپر تک دھو کر ختم کرے۔

بدائع الصنائع جلد اوّل مطبوعہ مصر صـ۲۲ میں ہے۔

ومنها البداءة فيه من رؤس الاصابع لان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم كان يفعل ذلك۔	وضو کی سنتوں میں سے ایک سنت یہ ہے کہ ہاتھ پاؤں دھونے میں انگلیوں کے سرے سے شروع کیا جائے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسی طرح دھوتے تھے

مراقی الفلاح شرح نور الایضاح مطبوعہ مصر صـ۳۹ میں ہے۔

ويسن البداءة بالغسل من رؤس الاصابع فى اليدين والرجلين لان الله تعالىٰ جعل المرافق	سُنّت یہ ہے کہ دھونے کی ابتدا ہاتھ، پاؤں کی انگلیوں کے سرے سے کی جائے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے کہنیوں اور

والکعبین غایۃ الغسل فتکون منتھی الغسل کما فعلہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

دونوں ٹخنوں کو دھوتے کی انتہا قرار دی ہے لہذا دھونے کا کام کہنیوں اور ٹخنوں پر ختم کیا جائے گا جیسا کہ حضور اقدس نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو کیا ہے۔

اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتاویٰ رضویہ جلد اوّل صفحہ ۲۱ میں تحریر فرماتے ہیں۔

"سُنّت یہی ہے کہ ناخن سے کہنیوں یا گٹوں تک پانی بہے نہ اس کا عکس کما نص علیہ فی الخلاصۃ وغیرھا"

اور حاشیہ میں مزید وضاحت فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"سنّت یہ ہے کہ پانی ہاتھ پاؤں کے ناخن کی طرف سے کہنیوں اور گٹوں کے اوپر ڈالیں ادھر سے ادھر کو نہ لائیں" (فتاویٰ رضویہ جلد اوّل صفحہ ۲۱)

سوال :- یہ تو معلوم ہو گیا کہ انگلیوں کے سر ناخن سے دھونے کی ابتدا کی جائے لیکن پوچھنا یہ ہے کہ جب ہاتھوں کی انگلیاں پیروں کی انگلیوں سے بڑی بڑی ہیں اور ان کے آپس میں کچھ کشادگی ہے اور انگوٹھا تو باقی انگلیوں سے خلقۃً دور بھی ہے تو پانی ہاتھوں پر کس طرح ڈالا جائے کہ سب جگہ پہونچ کر بہ جائے۔

جواب: پہلے سر ناخن سے گٹوں کے اوپر تک دونوں ہاتھوں کو پانی سے تیل کی طرح مل لیا جائے۔ پھر داہنے ہاتھ کی انگلیوں اور انگوٹھے کو ایک دوسرے سے قریب کر لیا جائے اور بائیں ہاتھ میں لوٹا اٹھا کر اس کی ٹونٹی سے داہنے ہاتھ کے ناخن پر پانی ڈالنا شروع کرے اور وہاں سے پانی گراتے ہوئے گٹوں کے اوپر تک لے جائے اور اس درمیان میں ہاتھ کو نیچے اوپر گھماتا رہے تاکہ پانی ہر جگہ بہ جائے کوئی تھوڑی سی جگہ بھی پانی گزرنے سے نہ رہ جائے۔ پانی ڈالتے وقت انگلیوں کی گھائیوں کا پورا خیال رکھے۔ دوسری اور تیسری بار بھی اسی طرح سر ناخن سے شروع کرکے گٹوں کے اوپر تک پانی بہائے پھر مذکورہ بالا طریقے کے مطابق لوٹا داہنے ہاتھ میں لے کر بائیں ہاتھ پر سر ناخن سے شروع کرکے گٹوں کے اوپر تک تین بار پانی بہائے اور پیروں کی انگلیاں چونکہ ایک دوسرے سے بہت متصل رہتی ہیں اس لیے پیر دھوتے وقت انگلیوں کی گھائیوں کو پھیلا پھیلا کر ان پر پانی بہایا جائے ورنہ سخت اندیشہ ہے کہ گھائیوں پر پانی نہ بہے

سوال: کہاں سے کہاں تک چہرہ ہے اور وضو میں اس کا کتنا حصہ دھونا فرض ہے؟

جواب: لمبائی میں شروع پیشانی سے (جہاں بال جمنے کی انتہا ہے) نیچے کے دانت جمنے کی جگہ ٹھوڑی تک اور چوڑائی میں ایک کان سے دوسرے کان

تک چہرہ ہے۔ اور چہرے کا ہر حصہ ہر گوشہ ہر پُرزہ وضو میں ایک بار دھونا فرض ہے۔

سوالؔ :- چہرے کو کتنی بار دھونا سنّت مؤکدہ ہے؟

جواب :- تین بار دھونا اس طرح کہ ہر مرتبہ پورا پورا چہرہ دُھل جائے سُنّت مؤکدہ ہے۔

سوالؔ :- فرض و سنّت ادا کرنے کے لیے کیا چہرے کو چار مرتبہ دُھونا پڑیگا؟

جواب :- نہیں کہ سنّت کے طور پر جب تین مرتبہ چہرہ دھویا جائے گا تو اس میں فرض بھی ادا ہو جائے گا۔ فرض کے لیے الگ سے دھونا نہیں ہے۔

سوالؔ :- چہرہ دھونے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب :- چہرہ پر پہلے پانی ڈال کر اس کو پورے چہرے پر ہر جگہ خوب مل دیا جائے تاکہ پانی بہنے میں آسانی رہے پھر پیشانی سے کچھ اوپر والے حصّہ اور اس کے اغل بغل والے حصّہ نیز رخسار اور کنپٹی کے درمیانی حصّہ پر چلو سے پانی ڈالتا جائے اس طرح کہ چہرہ کا کوئی گوشہ پانی بہنے سے نہ رہ جائے جب چہرہ کے ہر حصّہ پر پانی رینگ جائے گا تو یہ ایک مرتبہ دھلا ہوا قرار پائے گا پھر اسی طریقہ سے پورے چہرہ پر دوسری بار اور تیسری بار بھی چلو سے پانی ڈال کر دھوئے اس طرح کہ ہر مرتبہ

پورے چہرے پر پانی گزر جائے۔

سوال ؔ:۔ آپ کے بتانے کے مطابق تین مرتبہ چہرہ دھونے میں تین چلّو سے زیادہ پانی لینا پڑے گا حالانکہ دیکھا یہ جاتا ہے کہ لوگ عام طور سے تین مرتبہ چہرے دھونے کے۔لیے صرف تین چلّو پانی استعمال کرتے ہیں؟

جواب :۔ ضرور تین چلو سے زیادہ پانی لینا پڑے گا۔ حدیث شریف اور فقہ میں پورے چہرے کو تین بار دھونے کا حکم ارشاد فرمایا گیا ہے وہ بھی اس طرح کہ ہر مرتبہ سب جگہ پانی پہونچ کر بہ جائے لہٰذا اگر چہرے کا کوئی حصّہ صرف بھیگ کر رہ گیا اور اس پر پانی نہیں بہا اور باقی حصّہ پر پانی گزر گیا تو شرعًا پورا چہرہ دھلا ہوا قرار نہ پائے گا۔ حدیث وفقہ نے یہ ارشاد نہیں فرمایا ہے کہ چہرہ دھونے کے لیے تین چلّو پانی استعمال کرو بلکہ ان کا ارشاد یہ ہے کہ پورا چہرہ تین مرتبہ دھونا سنّت مؤکدہ ہے خواہ اس سنتِ کریم کی ادائیگی چھ چلو میں پوری ہو یا دس چلو میں۔

درمختار ص۱۰ میں ارشاد فرماتے ہیں۔

وتثلیث الغسل المستوعب ولا عبرۃ للغرفات۔ — پورا عضو تین بار دھونا ہے اور اس دھونے میں چلوؤں کا اعتبار ولحاظ نہیں۔

بہارِ شریعت حصّہ دوم ص۱۹ میں حضرت صدر الشریعہ مولانا شاہ امجد علی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں۔

"اس (دھونے) میں چلوؤں کی گنتی نہیں بلکہ پورا عضو دھونے کی گنتی ہے

کہ وہ تین مرتبہ ہو اگرچہ کتنے ہی چلوؤں سے۔"

رہی یہ بات کہ تین چلو میں پورا چہرہ تین بار دُھل سکتا ہے یا نہیں؟ تو جواب یہ ہے کہ نہیں دھل سکتا کیونکہ ایک چلو پانی کو چہرے پر اس طرح ڈالنا کہ اس کے ہر حصہ ہر گوشہ پر پانی پہونچ کر گزر جائے، دشوار ہے تو پھر تین چلو میں پورا چہرہ تین مرتبہ کیونکر دُھل سکتا ہے۔ عوام حضرات کم از کم نو چلو پانی استعمال کریں وہ بھی توجہ اور دھیان کے ساتھ تو اُمید ہے کہ وہ سُنّت کے مطابق تین بار مونھ دھونے میں کامیاب ہو جائیں گے اس طرح کہ ایک چلو سے چہرے کی داہنی جانب میں اوپر سے نیچے تک پانی بہائیں اور دوسرے چلو سے چہرے کے بیچ والے حصہ میں شروع پیشانی سے ٹھوڑی کے نیچے تک پانی ڈالیں اور تیسرے چلو سے چہرے کے بائیں طرف اوپر سے نیچے کو پانی بہائیں تو اس صورت میں جب کہ پانی ہر حصہ پر گزر جائے تو ایک مرتبہ مونھ دھل جائے گا پھر اسی انداز پر دوبارہ اور سہ بارہ تین تین چلو پانی استعمال کریں۔

سوال ۲۵: بعض لوگ ناک یا بھوؤں پر چلو سے پانی ڈال کر پورے چہرے پر بھیگا ہاتھ پھیر لیتے ہیں تو کیا اس طرح کرنے سے مونھ دھل جائے گا۔ اور وضو ہو جائے گا۔

جواب :۔ ایسے لوگ اگر بحر احمر اور بحر روم کا سارا پانی اپنا مونھ دھونے میں خرچ کر ڈالیں تب بھی شرع کے نزدیک نہ تو ان کا منھ دھلے گا اور نہ ان کا وضو ہوگا۔ کیونکہ جب تک چہرے کی لمبائی اور چوڑائی میں از اول تا آخر ہر جگہ پانی گزر نہ جائے اس وقت تک مونھ دھلا ہوا قرار نہ پائے گا۔ پھر جب پانی صرف ناک یا بھوؤں ہی پر ڈالا گیا تو اس کا معنی یہ ہے کہ پیشانی پر پانی نہیں پہونچا کیونکہ پانی جس جگہ پڑے گا اس کے نیچے ہی بہے گا اوپر کو نہیں چڑھے گا اور پیشانی چہرے کا ایک حصّہ ہے تو جب وہ نہیں دھلی تو وضو نہیں ہوا۔ جاہل تو جاہل ہی ہے قیامت یہ ہے کہ اس بلائے عظیم میں بعض علماء بھی گرفتار ہیں۔ ہم عبرت کے لیے ایک واقعہ سناتے ہیں جس کو حضور پر نور اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ذکر فرمایا ہے۔ آپ بیان فرماتے ہیں کہ :۔

"ایک مرتبہ گاؤں جانے کا اتفاق ہوا۔ ایک عالم میرے ساتھ تھے فجر کی نماز کے لیے انھوں نے وضو کیا (مونھ دھوتے وقت ان عالم صاحب نے) بھوؤں سے چہرہ پر پانی ڈالا۔ جب ان سے کہا گیا (کہ آپ نے پیشانی پر پانی ڈالنے کے بجائے بھوؤں پر ڈالا) تو (عالم صاحب نے) فرمایا کہ جلدی کی وجہ سے کہ (نماز کا) وقت نہ (نکل) جائے۔ میں نے

کہا کہ (اگر جلدی کے سبب اعضائے وضو پر پانی بہانا لازم نہیں) تو

بلا وضو ہی پڑھئے مجھے خیال رہا۔ ظہر کے وقت دیکھا انھوں نے اس

وقت بھی (اپنی عادت سے مجبور ہو کر) ایسا ہی کیا میں نے کہا اب

تو وقت نہ جاتا ہے۔" ——————— (الملفوظ حصۂ دوم ص۹)

یہ اس دور کا واقعہ ہے جب اکثر عالم واقعی صاحب علم ہوتے تھے اور جن صاحب کا واقعہ پیش آیا ان کو سرکار اعلیٰحضرت نے لفظ عالم سے یاد فرمایا ہے تو اس زمانے میں مسئلہ وضو میں جب عالم ایسی دھاندلی اختیار کرتے تھے تو اس تاریک دور کے علامہ اور علماء وضو میں کیسی کیسی دھاندلی کرتے ہوں گے۔ لہذا ایک مسلمان کا فرض ہے کہ وہ نئی نئی عمر کے ناتجربہ کار، مسائل شرعیہ سے ناواقف مولویوں کے غلط عمل کو دستاویز نہ بنائے بلکہ صحیح مسئلہ کتابوں یا باعمل سنّی علماء سے معلوم کرکے اس پر عمل کرے۔

سوال۱۲۱:۔ کوئی ایسی صورت بتائیں کہ پانی کم خرچ ہو اور چہرہ کے ہر گوشہ ہر حصّہ پر نہایت اطمینان کے ساتھ پانی بہ جائے۔

جواب:۔ پہلے چہرے پر پانی ڈال کر بھیگے ہوئے ہاتھ کی مدد سے اس کے ہر حصّہ کو تر کر دیا جائے۔ پھر لوٹے کی ٹونٹی سے دھار گراتے

ہوئے اور ہاتھ پھیرتے ہوئے اس کان سے اس کان تک اور پیشانی سے تھوڑی تک پانی بہا کر چہرہ کو تین بار دھوئیں۔ اس طرح کرنے سے پانی کم خرچ ہوگا اور اطمینان بخش طریقہ سے چہرے کے ہر حصّہ پر پانی بھی رنگ جائے گا۔

سوال :۔ کیا داڑھی والے شخص کو چہرہ دھوتے وقت داڑھی کی کھال اور بال دونوں پر پانی بہانا فرض ہے ؟

جواب :۔ جب داڑھی گھنی ہو تو کھال دھونا فرض نہیں۔ اور رہے داڑھی کے بال تو ان کے بعض حصوں پر دھونا فرض اور بعض حصوں کو دھونا مستحب ہے۔

سوال :۔ داڑھی کا کتنا حصّہ دھونا فرض اور کتنا حصّہ دھونا مستحب ہے ؟

جواب :۔ اگر گھنی داڑھی ہو تو گلے کی طرف دبانے سے جتنے بال چہرے کے گردے میں آئیں ان سب کا دھونا فرض ہے۔ اور جو بال حلقے سے نیچے ہوں ان سب کا دھونا مستحب ہے اور اگر داڑھی کے بال چھدرے ہوں کہ کھال نظر آتی ہو تو کھال کا دھونا فرض ہے اور اگر کچھ حصے میں گھنے ہوں اور کچھ چھدرے تو جہاں گھنے ہوں وہاں کھال کا دھونا فرض ہے۔

سوال :۔ وضو اور غسل میں کلی کرنا فرض ہے یا سنت ؟ اور کلی کا معنی کیا ہے ؟

جواب :۔ وضو میں تین بار کلی کرنا سنت موکدہ ہے، اور غسل میں

ایک بار فرض ہے ——— کلی کا معنی یہ ہے کہ موںھ کے اندر ڈاڑھوں کے نیچے گالوں کی تہ میں دانتوں کی جڑ اور کھڑکیوں میں حلق کے کنارے تک ہر جگہ ہر گوشہ ہر پرزے پر پانی بہ جائے۔ اگر دانتوں کی جڑ یا کھڑکیوں میں کوئی ایسی چیز حائل ہو جو پانی گزرنے نہ دے تو اس چیز کا جدا کرنا ضروری ہے ورنہ کلی نہ ہوگی۔ آج کل بہت سے بے علم موںھ میں کچھ پانی لے کر اگل دیتے ہیں جو زبان کی جڑ اور حلق کے کنارے تک نہیں پہونچتا اور سمجھتے ہیں کہ کلی ہوگئی یہ ان کی سخت غلطی ہے اس طرح کلی کرنے سے نہ تو غسل ہوگا اور نہ وضو میں سُنّت ادا ہوگی۔

سوال :۔ وضو کے لیے لوٹے یا بدھنے میں پانی رکھا گیا اور کسی کی بے دھلی انگلی اس میں پڑ گئی تو یہ پانی وضو کے قابل رہ گیا یا نہیں ؟

جواب :۔ اگر بے وضو آدمی کا بے دھلا ہاتھ یا انگلی کی نوک پانی میں پڑ گئی تو وہ پانی **ماءِ مُسْتَعْمَل** ہوگیا اس سے وضو جائز نہیں۔

آج کل عام رواج ہے کہ لوگ مسجدوں کے کونڈوں میں لوٹا یا مگ ڈال کر اس طرح پانی نکالتے ہیں کہ ان کی انگلی کا زیادہ یا تھوڑا حصّہ کونڈوں کے پانی میں ڈوب جاتا ہے۔ یونہی بھرے ہوئے لوٹوں کا سرا انگوٹھا ڈال کر پکڑتے اٹھاتے ہیں۔ ایسا کرنے

سے کونڈوں اور لوٹوں کا پانی وضو کے قابل نہیں رہ جاتا۔ لوگ اس بات کا سخت خیال رکھیں کہ لوٹے، بدھنے، کونڈے، گھڑے گگرے، بالٹی کے پانی میں بے دُھلے ہاتھ کا کوئی حصہ ہرگز نہیں پڑنا چاہیئے۔

سوال:۔ ناک میں کتنی بار پانی ڈالنا سُنّت ہے؟

جواب:۔ وضو میں تین چلّو سے تین بار ناک میں اس طرح پانی چڑھانا کہ جہاں تک نرم گوشت ہوتا ہے ہر بار اس پر پانی بہ جائے۔ سنتِ مؤکدہ ہے اور اگر ناک میں کثافت جمی ہو تو لازم ہے کہ پہلے اسے چھڑالے کیونکہ اگر کثافت حائل ہونے کی وجہ سے پانی نہ بہا تو سُنّت ادا نہ ہوگی۔

سوال:۔ ناک میں پانی کس طرح چڑھایا جائے؟

جواب:۔ چلّو میں پانی لے کر ناک سے لگائیے اور سانس کی مدد سے اوپر کو اس طرح کھینچے کہ ناک کے دونوں نتھنوں میں جہاں تک نرم جگہ ہے یعنی سخت ہڈی کے شروع تک پانی پہنچ جائے۔ اس طرح ناک میں پانی چڑھانے کو اِستِنشَاق کہتے ہیں اور استنشاق غسل میں ایک بار فرض اور وضو میں تین بار سُنّت مؤکدہ ہے۔ بعض لوگ ناک میں پانی نہیں چڑھاتے بلکہ

اوپر ہی اوپر پانی ڈال لیتے ہیں کہ ناک کے سرے کو چھو کر گر جاتا ہے۔ ایسا کرنے سے وضو کی سنت ادا نہیں ہوتی۔ اور اگر غسل کرنے کے سلسلے میں اس طرح ناک میں پانی ڈالا تو غسل ہرگز نہ ہوگا۔ افسوس عوام تو عوام بعض لکھے پڑھے حضرات بھی اس بلا میں گرفتار ہیں۔ کاش وہ استنشاق کے لغوی معنی ہی کو سوچ لیتے تو اس آفت میں ہرگز نہ پڑتے ردّ المحتار میں بحر الرائق سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں

الاستنشاق اصطلاحا ایصال الماء الی المارن ولغة من النشق وھو جذب الماء ونحوہ بریح الانف الیٰ داخلہ	شرع کے نزدیک ناک کے دونوں نتھنوں میں جہاں تک نرم جگہ ہے یعنی سخت ہڈی کے شروع تک پانی پہونچانا استنشاق ہے۔ اور پانی یا پتلی چیز کو سانس کی مدد سے ناک کے اندر چڑھانا
(فتاویٰ رضویہ جلد اول صـ۹۵)	یہ استنشاق کا لغوی معنی ہے۔

سوال: اگر ہاتھ کی انگلی یا کلائی میں انگوٹھی، چھلا، پہنچی، کنگن وغیرہ ہو تو وضو کرنے والے مرد و عورت کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟

جواب:۔ ہر قسم کے جائز، ناجائز گہنے، چھلے، انگوٹھیاں، پہنچیاں

کنگن، کانچ، لاکھ وغیرہ کی چوڑیاں، ریشم کے چھلّے وغیرہ اگر اتنے تنگ ہوں کہ نیچے پانی نہ بہے تو اتار کر دھونا فرض ہے اور اگر صرف ہلا کر دھونے سے پانی بہہ جاتا ہو تو حرکت دینا ضروری ہے اور اگر ڈھیلے ہوں کہ بے ہلائے بھی نیچے پانی بہہ جائے گا تو کچھ ضروری نہیں۔

(بہار شریعت، حصّہ دوم ص۱۴)

سوال: نتھ کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: نتھ کا سوراخ اگر بند نہ ہو تو اس میں پانی بہانا فرض ہے اور اگر تنگ ہو تو پانی ڈالنے میں نتھ کو حرکت دے ورنہ ضروری نہیں۔

"بہارِ شریعت" حصّہ دوم ص۱۴

اب ذیل میں سنّت کے مطابق وضو کرنے کا طریقہ بیان کیا جاتا ہے۔ سنّتِ نبوی کے شیدائی اس مضمون کو غور سے پڑھیں اور اس کے مطابق اپنا وضو درست کریں۔

---

۱۲ عـہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

وضو کا مسنون طریقہ

پہلے نیت کرے پھر بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر کم از کم تین مرتبہ اوپر نیچے کے دانتوں کی چوڑائی میں مسواک کرے نہ لمبائی میں اس طرح کہ پہلے داہنی جانب کے اوپر کے دانت مانجے پھر بائیں جانب کے اوپر کے دانت بعدہ داہنی جانب کے نیچے کے دانت پھر بائیں جانب کے نیچے کے دانت کی صفائی کرے۔ اس کے بعد دونوں ہاتھوں پر گٹوں سمیت پانی ملے اور انگلیوں میں خلال کرے پھر بائیں ہاتھ میں لوٹا لے کر اس کی دھار کے ذریعہ سر ناخن سے شروع کر کے گٹے کے اوپر تک تین بار پانی بہائے۔ پھر لوٹے کو دائیں ہاتھ میں لے کر بائیں ہاتھ پر بھی اسی طرح تین بار پانی بہائے۔ اس کا خیال رہے کہ انگلیوں کی گھائیاں پانی بہنے سے نہ رہ جائیں۔ پھر تین بار کلی اس طرح کرے کہ منہ کی تمام جڑوں اور دانتوں کی سب کھڑکیوں میں پانی پہونچ کر گزر جائے اور اگر روزہ دار نہ ہو تو ہر کلی غرغرہ کے ساتھ کرے پھر بائیں ہاتھ کی چھنگلیا ناک میں ڈال کر اسے خوب صاف کرے اور سانس کی مدد

سے تین بار داہنے ہاتھ سے نرم بانسوں تک پانی چڑھائے پھر چہرے پر اچھی طرح پانی مل کر اس کو تین بار اس طرح دھوئے کہ ایک کان کی لَو سے دوسرے کان کی لَو تک اور کچھ سر کے حصّہ سے تھوڑی کے نیچے تک ہر حصّہ ہر گوشہ ہر ذرہ پر پانی گزر جائے اور داڑھی کے بال اور کھال سب کو دھوئے ہاں اگر داڑھی کے بال گھنے ہوں تو بال کو دھوئے کھال کا دھونا فرض نہیں اور داڑھی کا خلال کرے اس طرح کہ انگلیوں کو گردن کی طرف سے داخل کرے اور سامنے نکالے۔ پھر دونوں ہاتھوں پر کہنیوں سمیت پانی ملے پھر داہنے ہاتھ پر تین مرتبہ سرناخن سے شروع کرکے کہنیوں کے اوپر تک ہر بال ہر حصّہ کھال پر پانی بہائے۔ ہر مرتبہ دھار انگلیوں ہی کی طرف سے گرائے اور کہنیوں کی طرف لے جاکر ختم کرے پھر اسی طرح سے بائیں ہاتھ پر بھی تین مرتبہ پانی بہائے۔ پھر دونوں ہاتھ کی انگلیوں کے پیٹ اور پیٹھ پر پانی گرا کر سر کا مسح اس طرح کرے کہ دونوں ہاتھ کے انگوٹھے اور کلمہ کی انگلی چھوڑ کر باقی تین تین انگلیوں کے سرے ملا کر پیشانی کے بال اُگنے کی جگہ پر رکھے اور وہاں سے سر کے اوپری حصّہ پر انگلیوں کے پیٹ سے مسح کرتا ہوا گدی تک لے جائے اس طرح کہ ہتھیلیاں سر سے جدا رہیں پھر وہاں سے ہتھیلیوں سے سر کے دونوں کروٹوں کا مسح کرتے

ہوئے پیشانی تک واپس لائے۔ پھر کلمہ کی انگلیوں کے پیٹ سے کان کے اندرونی حصّہ کا مسح کرے اور انگوٹھے کے پیٹ سے کان کے باہری حصہ کا مسح کرے اور انگلیوں کی پیٹھ سے گردن کا مسح کرے۔ پھر داہنے پاؤں پر ٹخنوں سمیت پانی ملے اور انگلیوں میں بائیں ہاتھ کی چھنگلیا سے اس طرح خلال کرے کہ داہنے ہاتھ کی چھنگلیا سے شروع کرکے انگوٹھے پر ختم کرے بعدہٗ داہنے پاؤں پر سرِ ناخن سے شروع کرکے ٹخنوں کے اوپر تک، ہر بال، ہر حصّہ کھال پر تین مرتبہ پانی بہائے۔ پھر بائیں پاؤں کو ٹخنوں سمیت پانی سے مل ڈالے اور بائیں ہاتھ کی چھنگلیا سے انگلیوں میں اس طرح خلال کرے کہ انگوٹھے سے شروع کرکے چھنگلیاں پر ختم کرے پھر پاؤں پر سرِ ناخن سے شروع کرکے ٹخنوں کے اوپر تک ہر بال ہر حصہ کھال پر تین بار پانی بہائے ہر عضو دھوتے وقت درود شریف پڑھنا زیادہ افضل ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰینَا مُحَمَّدٍ مَّعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ وَاٰلِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ ہمیں اور سُنّی مسلمانوں کو اتباعِ سُنّت کی توفیق دے اور پیارے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سچی غلامی ہمیں اور سنّی بھائیوں کو نصیب فرمائے۔ ایمان

پر خاتمہ عطا فرمائے۔

آمین آمین ثم آمین وصلی اللہ تعالیٰ وسلّم
علیٰ اوّل خلقہ افضل خلقہ سیدنا محمّد
وآلہ وصحبہ وابنہ الغوث الاعظم
الجیلانی البغدادی اجمعین۔ و آخر
دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین۔

حضرت مصنف کا ایک اہم مکتوب
(علیہ الرحمۃ)

بعد ماہو المسنون!

یہ خبر سن کر مجھے شدید صدمہ اور دکھ ہے کہ آپ لوگ ایک دینی ادارہ کو اسکول بنانا چاہتے ہیں اور دوسری جگہ کی مثال دیتے ہیں (موضع) بھوتی کی مسجد میں یہ اعلان میں نے کیا ہے کہ بھوتی کا مدرسہ گورنمنٹ کے پنجے سے آزاد رہے گا۔ اگر آپ لوگ اس کے خلاف کریں گے تو خدائے قہّار جل شانہ کی بارگاہ میں آپ لوگ ذمہ دار ہوں گے۔ دینی ترقی کو سوچئے دنیوی تعلیم ترقی کے لیے بہت سے اسکول ہیں۔ میری یہ تحریر رجسٹر میں نقل کر کے محفوظ کر دیجئے۔

فقط بدرالدین احمد قادری
خادم مدرسہ غوثیہ، بڑھیا۔ ضلع بستی یوپی۔

دُعا

از سرکار اعلیٰحضرت مولانا شاہ احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یا الٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو
جب پڑے مُشکل شہِ مشکل کُشا کا ساتھ ہو

یا الٰہی بھول جاؤں نَزع کی تکلیف کو
شادیِ دیدارِ حُسنِ مصطفےٰ کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب پڑے محشر میں شورِ دار و گیر
امن دینے والے پیارے پیشوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے
صاحبِ کوثر شہِ جُود و عطا کا ساتھ ہو

یا الٰہی گرمیِ محشر سے جب بھڑکیں بدن
دامنِ محبوب کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی نامۂ اعمال جب کھلنے لگیں
عیب پوشِ خلق ستّارِ خطا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب بہیں آنکھیں حسابِ جُرم میں
اُن تبسّم ریز ہونٹوں کی دُعا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب چلوں تاریک راہِ پل صراط
آفتابِ ہاشمی نورُ الھُدیٰ کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب سرِ شمشیر پہ چلنا پڑے
رَبِّ سَلِّمْ کہنے والے غمزدا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جو دعائے نیک میں تجھ سے کروں
قدسیوں کے لب سے آمین رَبَّنا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب رضا خوابِ گراں سے سر اٹھائے
دولتِ بیدارِ عشقِ مصطفےٰ کا ساتھ ہو

ع صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲ ع صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲

اہم فتاویٰ

کتاب کے اختتام پر سنی مسلمانوں کے دینی ایمانی بصیرت کے لیے الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور ضلع اعظم گڑھ (یوپی) کے کچھ اہم فتاوے پیش کیے جا رہے ہیں جسے پڑھ کر اپنا عقیدہ وایمان درست کرلیں اس طرح کہ گستاخان خدا اور رسول (جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) وہابیوں، دیوبندیوں، تبلیغیوں، مودودیوں، ندویوں اور صلح کلیوں وغیرہم فرقۂ باطلہ سے تنکا توڑ جدا رہیں۔

مرشدِ برحق سرکار حضور مفتیٔ اعظم بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان ارشاد فرماتے ہیں۔

دشمنِ جان سے کہیں بدتر ہے دشمن کا

ان کے دشمن سے کبھی ان کا گدا ملتا نہیں

۸۶/۹۲ محترم المقام جناب مفتی صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

بصد ادب واحترام عرض خدمت یہ ہے کہ ذیل میں کچھ لوگوں کے مختلف اقوال وافعال درج ہیں ایسے لوگوں کے بارے میں حکمِ شرع کیا ہے؟ بیّنوا توجروا۔

سوا : کچھ لوگ دیوبندی وھابی کو مسلمان جان کر سلام کرتے ہیں؟

س۲ : کچھ لوگ دیوبندی وہابی کو کافر جان کر سلام کرتے ہیں ؟

س۳ : کچھ لوگ دیوبندی وہابی کو السَّامُ عَلَیکُم کہتے ہیں اور جواب میں بھی وَعَلَیکُمُ السَّامُ کہتے ہیں ؟

س۴ : کچھ لوگ دیوبندی وہابی کو سلام نہیں کرتے ہیں، لیکن جواب میں وعلیکم کہتے ہیں ؟

س۵ کچھ لوگ دیوبندی وہابی کی اقتدار نماز میں انھیں مسلمان جان کر کرتے ہیں ؟

س۶ کچھ لوگ دیوبندی وہابی کی اقتدار نماز میں انھیں کافر جان کر کرتے ہیں ؟

س۷ کچھ لوگ دیوبندی وہابی کے جنازے کی نماز جائز سمجھتے ہوئے پڑھتے اور پڑھاتے ہیں ۔

س۸ کچھ لوگ دیوبندی وہابی کے جنازے کی نماز ناجائز سمجھ کر پڑھتے اور پڑھاتے ہیں ؟

س۹ کچھ لوگ دیوبندی وہابی کے جنازے کی نماز میں یوں ہی کھڑے ہو جاتے ہیں نہ نیت کرتے ہیں اور نہ کچھ پڑھتے ہیں ؟

س۱۰ کچھ لوگ دیوبندی وہابی کا ذبیحہ حلال جان کر کھاتے ہیں ؟

س۱۱ کچھ لوگ دیوبندی وہابی کا ذبیحہ حرام جان کر کھاتے ہیں ؟

س۱۲ کچھ لوگ وہابی اور سنی کے مابین ناجائز سمجھتے ہوئے نکاح پڑھاتے ہیں؟

س۱۳ کچھ لوگ وہابی اور سنی کے مابین ناجائز سمجھتے ہوئے نکاح پڑھاتے ہیں؟

س۱۴ کچھ لوگ اشرف علی تھانوی، قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی خلیل احمد انبیٹھوی، غلام احمد قادیانی کو ان کے اقوالِ کفریہ پر مطلع ہو کر بھی مسلمان جانتے ہیں؟

س۱۵ کچھ لوگ اُن کے اقوالِ کفریہ پر مطلع ہو کر کافر جانتے ہیں؟

س۱۶ کچھ لوگ اُن کے کفر میں شک کرتے ہیں؟

س۱۷ کچھ لوگ اُن کے کفر میں شک نہیں کرتے بلکہ خاموش رہتے ہیں

س۱۸ کچھ لوگ اعلیٰ حضرت اور اشرف علی تھانوی دونوں کو رحمۃ اللہ علیہ کہتے اور لکھتے ہیں؟

المستفتی محمد ضیاء الرحمٰن قادری رضوی
صدر انجمن فیضانِ اعلیحضرت
رفیع گنج ضلع اورنگ آباد
(بہار)
یکم صفر المظفر ماہ اعلیحضرت ۱۴۱۴ھ ہجری

۷۸۶
۹۲

۷۸۶/۹۲ **الجواب** :- جا دیوبندی، وہابی کو مسلمان جاننا کفر ہے اور اسے سلام کرنا حرام ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

ج۲ : دیوبندی وہابی کو کافر مانتے ہوئے اسے سلام کرنا حرام وگناہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ج۳ : اس میں کوئی حرج نہیں، یہ درست ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ج۴ : اس میں بھی کوئی حرج نہیں، یہ درست ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ج۵ : یہ اقتدا کرنے والے دیوبندی کو مسلمان جاننے کی وجہ سے کافر ہوگئے اور ان کی نماز و اقتدا سب باطل۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ج۶ : یہ لوگ مسلمان تو ہیں مگر ان کی نماز باطل ہے کہ دیوبندی کی نماز نہ نماز ہے اور نہ ہی وہ قابل امامت ہے۔ لہٰذا اس کی اقتدا میں نماز پڑھنا حرام وگناہ ہے اور دوبارہ اس نماز کا پڑھنا فرض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ج۷ : یہ لوگ بھی دیوبندیوں کی طرح کافر اور خارج از اسلام ہیں، واللہ تعالیٰ اعلم۔

ج۸ : وہابیوں اور دیوبندیوں کی نماز جنازہ پڑھنا اور پڑھانا کفر ہے۔ شامی میں ہے۔ فَالدُّعَاءُ بِهٖ کُفْرٌ لِعَدَمِ جَوَازِهٖ عَقْلاً

وَّلَا شرعًا ولتکذیبہ النصوص القطعیۃ بخلاف الدعاء
للمؤمنین کما علمت اھ (۱/۳۵۱) وَاللہ تعالیٰ اَعلم۔

جب۹ : یہ کفر تو نہیں، لیکن ناجائز و گناہ ضرور ہے کہ اس میں دیوبندیوں کا مجمع بڑھانا نیز دیوبندی امام کی تعظیم ہے۔ واللہ تعالےٰ اعلم۔

جب۱۰ : دیوبندی، وہابی کا ذبیحہ حلال جاننا اس بات کو مستلزم ہے کہ وہ مسلمان ہیں، اور انھیں مسلمان جاننا کفر ہے۔ کمامرّ واللہ تعالیٰ اعلم

جب۱۱ : یہ لوگ حرام خور ہیں اور سخت گنہگار، مرتکبِ کبیرہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

جب۱۲ : وہابی کے ساتھ سنی مرد یا عورت کا نکاح صحیح نہیں حرام قطعی ہے اور اسے حلال جاننا کفر، اور نکاح پڑھانا زنا کی دلالی ہے واللہ اعلم

جب۱۳ : یہ لوگ زنا کے دلال و مرتکبِ کبیرہ ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

جب۱۴ : یہ لوگ کافر و مرتد ہیں، یہی علمائے حل و حرم، عرب و عجم، ہندو سندھ کا فتویٰ ہے انہوں نے قاسم نانوتوی وغیرہ کے بارے میں صاف صاف صراحت فرمائی ہے۔ مَن شکّ فی کفرہ وعذابہ فقد کفر۔ وَاللہُ تعالیٰ اَعلم۔

جب۱۵ : یہ لوگ برحق ہیں اور سچے پکے مُسلمان۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

جب۱۶ : دیوبندیوں اور قادیانی کے اقوال کفریہ پر مطلع ہو کر ان کے کفر میں شک بھی کفر ہے جیسا کہ ابھی علمائے عرب و عجم کا فتوی گزرا

لہٰذا یہ شک کرنے والے بھی کافر ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

ج۱۷ : دیوبندیوں کے کفر کے سلسلے میں خاموشی یا توقف ان کے کفر میں شک کو مستلزم ہے، شک نہ ہوتا تو توقف یا خاموشی کیوں اختیار کرتے؟ لہٰذا ان کا حکم بھی وہی ہے جو ان کے کفر میں شک کرنے والوں کا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ج۱۸ : اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ و الرضوان کو علیہ الرحمۃ یا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہنا اور لکھنا جائز و مستحسن ہے اور اشرف علی تھانوی کو علیہ الرحمہ یا رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کہنا، لکھنا حرام و گناہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ:۔ محمد نظام الدین رضوی، خادم الافتاء الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ (یوپی)

۱۰ رجب المرجب ۱۴۱۵ھ ہجری

ایک ضروری اعلان

"تعمیرِ ادب" (مصنفہ حضور بدرِ ملّت علیہ الرحمہ) مکمل سیٹ آج کئی سال سے کتابت کی غلطیوں سے پٹی ہوئی چھپ رہی تھی، فقیر دیکھتا تھا اور کڑھتا تھا کہ ناشرین اپنی دنیا حاصل کرنے کے لالچ میں کتاب کی اہمیت کو مجروح کر رہے ہیں۔

لہٰذا فقیر اپنی دینی مصروفیت کے باوجود اللہ رب العزت کے فضل اور سرکارِ اعظم پیارے مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کے کرم پر بھروسہ کرتے ہوئے اس سال ماہ ربیع النور ۱۴۱۹ھ میں تعمیرِ ادب مطبوعہ فاروقیہ بک ڈپو ۴۲۲ مٹیا محل دہلی ۶ کے نسخوں کو پرانے نسخوں سے مِلا مِلا کر انتہائی عرق ریزی سے تصحیح کر کے فاروقیہ بک ڈپو جامع مسجد دہلی ۶ کے حوالہ کیا۔ اب وہ بفضلہ تعالیٰ نئی کتابت کے ساتھ منظر عام پر آ رہے ہیں

لہٰذا میں اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے یہ اعلان کرتا ہوں کہ تعمیرِ ادب کے تمام ناشرین فاروقیہ بک ڈپو دہلی ۶ کے نسخوں سے تصحیح کر کے طباعت کرائیں اور اگر ایسا نہیں کرتے تو ان پر مخدوم زادگان اور فقیر کی جانب سے قانونی کارروائی کی جائے گی۔

ساتھ ہی ساتھ یہ اعلان بھی شائع کیا جاتا ہے کہ نورانی گلدستہ کا

پرانا نسخہ اب کوئی بھی ناشر ہرگز شائع نہیں کر سکتا اور نئے نسخے کے لیے اجازت لازمی ہے۔

المعلن: عبد الصمد القادری (خلیفہ و مجاز حضور بدر ملت)
خادم مدرسہ اہلسنت قادریہ رضویہ رضا نگر روڈ
رفیع گنج۔ ضلع اورنگ آباد، بہار

اَلحَمدُ لِلّٰہِ! فقیر اپنی علمی کم مائیگی کے باوجود اللہ رب العزت کے فضل پھر سرکار مُصطفٰے عَلَیہِ التَّحِیَّۃُ وَالثَّناء کے کرم پر بھروسہ کرتے ہوئے حضور آقائے نعمت استاذ گرامی قبلہ کی تصنیف لطیف "نورانی گلدستہ" کی ترتیب ثانی و تصحیح کتابت کا کام چند روز قبل شروع کیا اور آج ۲ رجب المرجب ۱۴۱۹ھ مطابق ۲۳ راکتوبر ۱۹۹۸ء یوم جمعہ مبارکہ کو حضرت رَبُّ العِزّت جَلَّ شانُہ کی توفیق اور سرکار مُصطفٰے عَلَیہِ التَّحِیَّۃُ وَالثَّناء کی عنایتوں سے اس کتاب کی تصحیح سے فارغ ہوا۔ مولی تبارک وتعالٰے اپنے محبوب عَلَیہِ التَّحِیَّۃُ وَالثَّناء کے صدقے میں اس دینی خدمت کو قبول فرمائے اور اپنی رضا اور پیارے مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خوشنودی کے لیے خلوص کے ساتھ خدمت دین کی توفیق بخشے۔ آمین۔

فقط وَالسَّلام

عبد الصمد القادری، قادری منزل رضوی گلی
محلہ بابو گنج۔ رفیع گنج۔